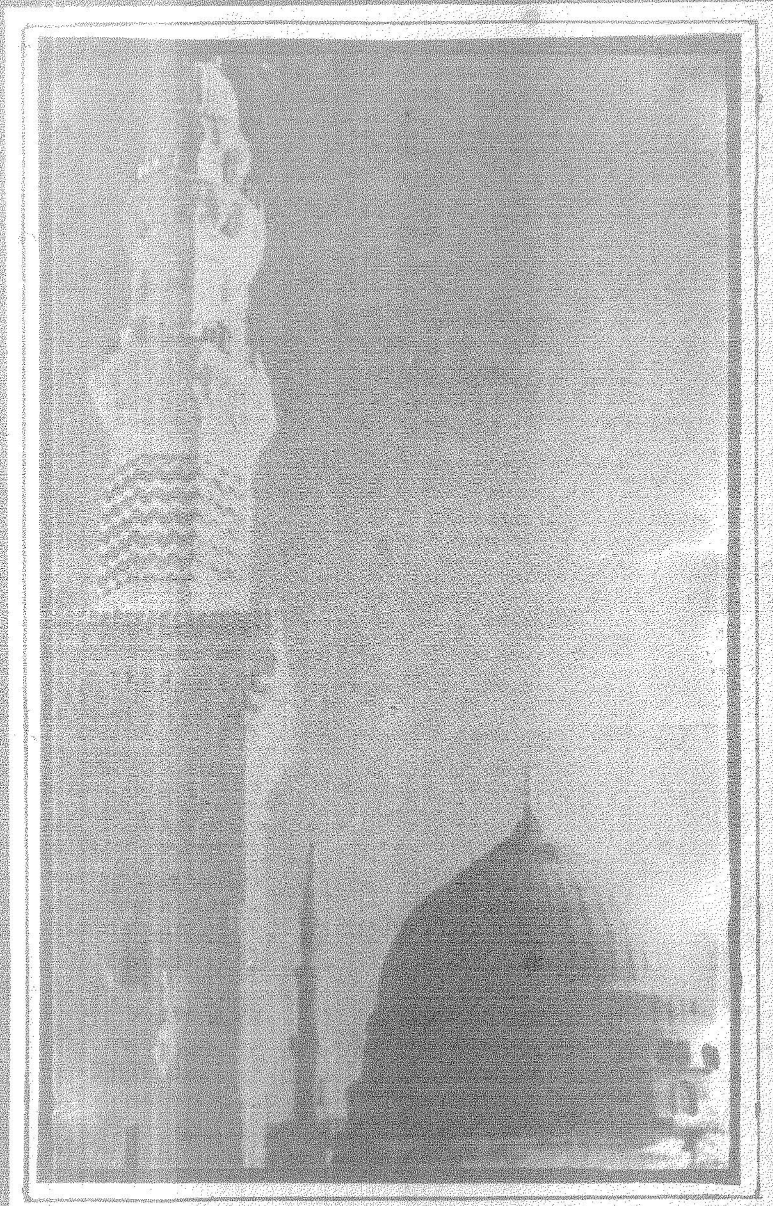
ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

بانی:
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عبید اللہ انور
امیر انجمن خدام الدین لاہور



ایڈیٹر:
مجاہد الحسینی

*



بدل اشتراک

سالانہ	۱۸ روپے
ششماہی	۱۰ روپے
سہ ماہی	۵ روپے

فی شمارہ
۴۰ پیسے

جلد نمبر ۱۸ | شمارہ نمبر ۴۳

۱۰ صفر المظفر ۱۳۹۲ ہجری | ۲۴ مارچ ۱۹۷۲ عیسوی

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

شیرانوالہ دروازہ لاہور — فون نمبر ۶۷۵۲۵

قاری فیوض الرحمان صاحب، ایم۔ اے

درسِ حدیث

ظلم سے حاصل کردہ زمین کا وبال

مَنْ اَخَذَ شَیْئًا مِّنَ الْاَرْضِ ظُلْمًا فَاِنَّهٗ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ۔

جس نے لی بالشت بھر زمین ظلم سے پس بیشک اسے طوق پہنایا جائے گا دن قیامت کے سات زمینوں سے۔ (بخاری ومسلم عن سعید بن زیدؓ)

بعض زمینداروں اور کسانوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کی زمین کا کچھ نہ کچھ حصہ دبا لیتے ہیں بعض اوقات کسان اپنی حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ اپنے مکان کو وسیع کرلیا، زمین کو وسیع کرنے کے لیے حدبندی توڑ دی، یہ ظلم ہے جس شخص نے اس طرح کسی کی بالشت بھر زمین دبالی، تو ساتوں زمینوں کا طوق بنا کر اس کے گلے میں قیامت کے دن ڈالا جائے گا۔

اندازہ کیجیے، یہ ضعیف انسان جو تین من مٹی اٹھانے کے قابل نہیں، سات زمینیں اپنی گردن میں کیسے برداشت کرے گا۔ کتنا ظالم ہے یہ اپنے نفس پر کہ تھوڑی سی زمین کو حاصل کرنے کے لیے ساتوں زمینوں کا طوق قبول کرلیا!

اپنے بھائی کی مدد کرو

اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا، اِنْ يَّكُ ظَالِمًا فَارْدُدْهُ عَنْ ظُلْمِهٖ وَاِنْ يَّكُ مَظْلُوْمًا فَانْصُرْهُ۔

(الدارمی عن جابرؓ)

مدد کر اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم، اگر ہو ظالم تو ہٹا دے اسے اس ظلم سے، اور اگر ہے مظلوم تو اس کی مدد کر۔

اپنے مسلمان بھائی کی مدد ضروری ہے اگر ظالم ہے پھر بھی اس کی مدد کرنی چاہیے اور اگر مظلوم ہے تب بھی اس کی مدد ضروری ہے۔ بظاہر حیرت ہوتی ہے کہ مظلوم کی مدد تو ٹھیک ہے لیکن ظالم کی مدد کیسے کی جائے تو وہ طریقہ بھی بتا دیا گیا کہ ظالم کو اس کے ظلم سے روکو یہ اس کی مدد ہے اور مظلوم کی مدد تو ظاہر ہے کہ اس سے ظلم دور کر دو۔

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ بعض لوگ کمزوروں پر ظلم کرتے ہیں، پھر ظلم پر ظلم یہ ہے کہ خاندان کے لوگ ظالم کی حمایت اور پشت پناہی کرنے لگتے ہیں۔ اس کے دوست ظلم پر اس کا تعاون کرتے ہیں یہ سب ناجائز اور حرام ہے یہ ظالم کی مدد نہیں بلکہ اسے جہنم کی طرف دھکیلنا ہے اور خود بھی اللہ کے عذاب کا شکار بننا ہے مظلوم کی آہ ظالموں اور ان کے حامیوں کو آخر کار تباہ و برباد کرکے رکھ دیتی ہے۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید

پس ظالم کی مدد یہ ہے کہ ظلم سے روک دیا جائے اگر طاقت ہو تو ہاتھ سے ورنہ زبان سے روکا جائے یہ اس کی مدد ہے تاکہ مظلوم کی بددعا سے اور آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ ہو جائے اور مظلوم کو بے یار و مددگار نہ چھوڑا جائے جہاں تک حمایت کر سکتا ہو کرے لیکن یاد رہے کہ یہ حمایت قانون اور شریعت کے دائرے میں ہو۔ ایسی حمایت نہ کرے جس سے فسادات بڑھنے لگیں۔

مومن طعّان، لعّان اور بدزبان نہیں ہوتا

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ۔

(ترمذی، عن ابن مسعودؓ)

نہیں ہوتا مومن طعنہ دینے والا اور نہ لعنت کرنے والا اور نہ فحش گو اور نہ گندہ زبان۔

مومن نہ لوگوں کو طعنہ دینے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور نہ ہی بدزبانی کرنے والا ہوتا ہے طعّان۔ طعن سے ہے اور طعن کا معنی ہے نیزہ مارنا، علماء نے لکھا ہے کہ "نیزوں کے زخم مندمل ہو جاتے ہیں مگر زبان کے زخم ٹھیک نہیں ہوتے"۔

کسی کی ذات پر، کسی کے نسب پر طعنہ دینا اسے ایذا پہنچانا ہے اور یہ مومن کا شیوہ نہیں۔ طعنہ دینے والا آخر اسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے جس پر کسی کو طعنہ دے اسی طرح مومن "لعّان" بھی نہیں ہوتا۔ لعن کا معنی ہے اللہ سے دوری کی بددعا دینا، مومن دعا دیتا ہے رحمت کی، نہ کہ رحمت سے بُعد کی۔ لعنت کا لفظ مومن کے لیے استعمال کرنا حرام ہے۔ مومن فحش گو اور بدزبان بھی نہیں ہوتا اسے زبان پر کنٹرول ہوتا ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ "جو شخص شرم گاہ ...... اور زبان کی ضمانت دے یعنی دونوں کو حرام سے محفوظ رکھے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ زبان کی بے احتیاطی انسان کو جہنم میں پہنچانے کا باعث ہوگی پس مومن، طعّان، لعّان اور بدزبان نہیں ہوتا۔

کسی بھلائی کو حقیر نہ سمجھو

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِيْقٍ۔

نہ حقیر جان نیکی سے کسی چیز کو اور چاہے ملے تو اپنے بھائی سے کشادہ چہرے کے ساتھ

(مسلم، عن ابی ذرؓ)

کسی بھی نیکی اور بھلائی کو ہرگز حقیر نہ سمجھو خواہ بظاہر چھوٹی سے چھوٹی ہی کیوں نہ دکھائی دے ہوسکتا ہے اخلاص نیت کی وجہ سے اللہ پاک اس بھلائی کو قبول فرما کر مغفرت کا سامان بنا دیں۔ ایک بدکار عورت کی مغفرت محض اس وجہ سے ہوگئی کہ اس نے کسی پیاسے جانور کو پانی پلا دیا تھا ایک بزرگ کا واقعہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"مرنے کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئے پوچھا کیا معاملہ ہوا؟ تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس بات پر مغفرت فرما دی کہ ایک دفعہ ایک کانپتی اور ٹھٹھرتی ہوئی بلی کو گرم بستر پر اپنے ساتھ سلایا تھا"۔

نیکی کسی درجہ میں ہو قابل قدر ہے اگر ایک شخص اپنے مسلمان بھائی کو خندہ پیشانی سے ملتا ہے تو یہ بھی نیکی ہے۔ خندہ پیشانی سے جب بھائی سے ملے گا تو وہ خوش ہوگا۔ اس کی خوشی سے اللہ پاک کو خوشی ہوگی۔ پس نہ کسی گناہ کو صغیرہ (چھوٹا) سمجھ کر ارتکاب کرے اور نہ ہی کسی بھلائی کو حقیر سمجھ کر عمل سے باز رہے چھوٹے سے چھوٹے گناہ سے بچنے کی کوشش کرے اور معمولی سے معمولی بھلائی کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دے۔

بدگمانی، راز جوئی اور عیب جوئی وغیرہ سے بچو

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا۔

بدگمانی سے بچتے رہو اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے اور کسی کی راز جوئی نہ کرو اور نہ جاسوسی کرو۔ اور قیمت بڑھانے کے لیے بولی نہ دو اور ایک دوسرے کے لیے بغض نہ رکھو اور باہم منہ نہ موڑو اور ہو جاؤ اللہ کے بندو بھائی بھائی۔ (متفق علیہ عن ابی ہریرہؓ)

بدگمانی سے بچتے رہو اس لیے کہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے عموماً چھوٹی چھوٹی باتوں میں ایک دوسرے کی طرف سے بدگمانی کا دروازہ کھل جاتا ہے بغیر تحقیق غلط باتیں پھیلا دی جاتی ہیں اس لیے اس سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

"اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو"

وَلَا تَجَسَّسُوْا: کسی کے راز تلاش نہ کرو اس سے بھی فتنہ اور فساد پھیلتا ہے اور نہ ہی کسی کے عیوب تلاش کرو۔ مسلمان کو مسلمان کی پردہ پوشی کا حکم ہے پردہ دری سے روکا گیا ہے۔ خطا کون نہیں کرتا، عیب کس میں نہیں ہیں۔ انبیائے کرام کے بغیر معصوم کون ہے اپنے گناہوں پر نگاہ رکھنی چاہیے۔

(باقی صـ ۱۱ پر)



خدام الدین

۱۷ر صفر المظفر ۱۳۹۳ھ
۲۳ر مارچ ، ۱۹۷۳ء

جلد ۱۸ شمارہ ۴۳

مندرجات

زیر سرپرستی
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبیداللہ انور
مدیر



برصغیر میں طاقت کا توازن

بھارت کی جنگی تیاریوں سے خبردار رہنے کی ضرورت

گذشتہ پاک بھارت جنگ کے بعد برصغیر میں طاقت کے توازن میں جو نشیب و فراز پیدا ہوتے ہیں اس نے اس علاقے کا امن سخت خطرے میں ڈال دیا ہے۔

خصوصاً بنگلہ دیش کے قیام کے ساتھ ہی جب روس نے بھارت کے ساتھ فوجی دفاعی معاہدہ کیا تھا۔ تو سیاسی حلقوں میں اسی وقت چہ میگوئیاں شروع ہو گئی تھیں کہ روس نے جس طرح بھارت کی امداد کر کے اور باقاعدہ عملی حصہ لے کر بنگلہ دیش کے قیام میں مدد دی ہے اس سے برصغیر کے امن کو ہر وقت خطرہ لاحق رہے گا۔ کیونکہ بھارت جنگی نقطہ نگاہ سے از خود بہت بڑی طاقت ہے اور اس کے اپنے اسباب و ذرائع اس قدر وسیع اور خطرناک ہیں کہ وہ اپنے طور بھی برصغیر کا امن تباہ و برباد کر سکتا ہے چہ جائیکہ بڑی طاقتوں کی اسے زبردست پشت پناہی اور عملی امداد حاصل ہو جائے۔

صورت حال کی سنگینی ملحوظ رکھ کر پاکستان کے ارباب اقتدار نے دنیا کی بڑی طاقتوں کو اس طرف متوجہ کیا نتیجۃً امریکہ نے گذشتہ پاک بھارت جنگ کے بعد پاکستان کو معاہدہ کے باوجود جس فوجی امداد سے محروم کیا تھا اسے بحال کر دیا گیا ہے ـــــ اس فیصلے کی رُو سے پاکستان کو جنگی ساز و سامان کے علاوہ ان کے فاضل پرزے بھی مل سکیں گے ـــــ امریکہ کی جانب سے ابھی اس فیصلے کا اعلان ہوا تھا کہ بھارت نے پاکستان کے خلاف واویلا شروع کر دیا ہے ـــــ سوال یہ ہے کہ جب بھارت نے امسال اپنے بجٹ کا معقول حصہ گیارہ ارب روپیہ قوم اور ملک کی ترقی پر خرچ کرنے کے بجائے جنگی ساز و سامان تیار کرنے پر صرف کرنے کا اعلان کیا تھا کیا پاکستان نے اس پر کسی قسم کی ہنگامہ خیزی کا مظاہرہ کیا تھا؟ پاکستان کو بھارت کے خطرناک عزائم کا پہلے سے ہی علم ہے اور بنگلہ دیش کے قیام اور نوے ہزار پاکستانی فوجیوں کو یرغمال کے طور پر قید و بند میں جکڑنے کے بعد بھی پاکستان کے خلاف بھارت کے مکروہ عزائم کا پتہ نہ چلے تو اور کن شواہد سے علم ہو سکتا ہے؟

صورت حال یہ ہے کہ بھارت نے روس کی شہ پر اس امر کی کوششیں شروع کر رکھی ہیں جن کی رو سے برصغیر میں طاقت کا توازن اپنے قبضہ و اختیار میں کر لے اور پاکستان کی سالمیت صرف اس لیے خطرہ میں ڈال دے کہ وہ ایک چھوٹا ملک ہے اور بھارت کے مقابلے میں اس کے جنگی وسائل و ذرائع محدود ہیں۔

امریکہ نے برصغیر کی نازک صورت حال بھانپ کر فوجی ساز و سامان کی ترسیل پر سے پابندی اٹھا کر اگرچہ منصفانہ قدم اٹھایا ہے لیکن بایں ہمہ اس حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ امریکہ نے یہ فیصلہ بہت تاخیر سے کیا ہے اور اسے اس بات کا احساس ہونا چاہیئے کہ برصغیر میں طاقت کے توازن میں روسی مداخلت اور بھارتی بالادستی کا موقع خود امریکہ نے فراہم کیا ہے۔

گذشتہ پاک بھارت جنگ کے موقع پر اگرچہ امریکہ کھل کر اپنا کردار ادا کرتا اور کم از کم اپنے دفاعی معاہدوں ہی کا خیال رکھتا تو اس طرح ان طاقتوں کو مداخلت کا موقع نہ ملتا ـــ !

اور اب تو پاکستان کے لیے ہمہ وقت یہ بات سخت تشویش کا باعث بن رہی ہے کہ روس نے ایک طرف بھارت سے دفاعی معاہدہ کر رکھا ہے اور دوسری طرف اس نے حال ہی میں افغانستان سے ۲۵ سالہ دفاعی معاہدہ کیا ہے ایسے حالات میں بھی امریکہ گومگو کی پالیسی اختیار کر کے پاکستان کے ساتھ ساتھ بھارت کے لیے بھی اسلحہ کی ترسیل سے پابندی اٹھا لے تو اس کا صاف مقصد یہ ہے کہ امریکہ برصغیر کے معاملہ میں محض ایک تماشائی کی حیثیت اختیار کرنا چاہتا ہے چین کی طرح اچھے ساتھی ـــ اور معاون کی نہیں۔

امریکہ اگر واقعتہً برصغیر میں طاقت کا توازن قائم رکھنے کا خواہش مند ہے تو اسے بھارت اور پاکستان کو ایک ہی پلڑے میں رکھنے کے بجائے پاکستان کی مظلومیت اور اس کی کمزور پوزیشن کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے۔ اور روس جس فراخدلی کے ساتھ بھارت کی امداد کر کے اسے جارحیت پر اُکسا رہا ہے۔ اس کے سدباب کے لیے پاکستان کی بھرپور امداد کرنی چاہیئے۔ اگر امریکہ نے اب بھی اپنی ذمہ داری محسوس نہ کی تو یہ صرف پاکستان کے لیے ہی نہیں۔

برصغیر کی صورت حال خود امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کے لیے سخت خطرہ کا موجب بن سکتی ہے۔

• فحش فلموں کی نمائش پر سینما کا لائسنس منسوخ

ایک خبر کے مطابق لائلپور کے ڈپٹی کمشنر جناب کیپٹن آغا رضا نے ایک مقامی سینما کا لائسنس اس لیے معطل کر دیا ہے کہ اسمیں دوسری فلموں کے علاوہ فحش عریاں فلمیں بھی دکھائی جاتی تھیں۔

ڈپٹی کمشنر کے اس مستحسن اقدام کا خیر مقدم کرتے ہوئے مشہور سماجی رہنما مولوی فقیر محمد نے ارباب حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ لائلپور کی طرح ملک کے مختلف شہروں کے سینما گھروں میں دکھائی جانے والی عریاں فلموں (بلیو پرنٹ) کی نمائش کرنے والوں کے لائسنس منسوخ کیے جائیں اور اس سلسلہ میں ڈی سی لائلپور کی طرح جرأت مندانہ اقدام کرنے والے حکام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

گذشتہ دنوں مرکزی وزیر اطلاعات و نشریات حج و اوقاف مولانا کوثر نیازی نے اپنے ایک اخباری بیان میں کہا تھا کہ حکومت نے عریاں فلموں کی نمائش کرنے والے سینماؤں کے خلاف سخت کارروائی کا فیصلہ کیا ہے اور اس جرم کا ارتکاب کرنے والوں کے سینماؤں کے لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں گے۔

ڈپٹی کمشنر لائلپور نے اگرچہ پندرہ دن کے لیے لائسنس معطل کرکے اچھا قدم اٹھایا ہے اور تمام معقول اور شریف حلقوں نے اس کا خیر مقدم کیا ہے لیکن ہماری نگاہ میں یہ سزا ناکافی ہے کیونکہ فحش اور عریاں فلموں کی ایک دن نمائش سے ہماری تہذیب و معاشرت پر جو برے اثرات پڑتے ہیں وہ دیرپا اور طویل مدت تک موثر ہوتے ہیں اس لیے چند یوم کا تعطل ان کے لیے کوئی سزا نہیں۔ فحش فلموں کی ایک دن نمائش پر وہ اتنا کما سکتے ہیں کہ پندرہ دن تو درکنار ایک ماہ کے لیے کافی ہو۔

تہذیب و معاشرت کو تباہ و برباد کرنے والوں کی سزا ان کے افعال قبیحہ کی مکمل بیخ کنی کے سوا اور کچھ نہ ہونی چاہیئے۔

• محکمہ ریلوے کی لاپرواہی اور سرد مہری

محکمہ ریلوے کی طرف سے وقتاً فوقتاً اس قسم کے اعلانات شائع ہوتے رہتے ہیں کہ اس نے عوام کے مفادات اور سفری سہولت کے لیے بہت سی آسائشیں مہیا کی ہیں اور اس سلسلہ میں وسیع تر اقدامات کیے جا رہے ہیں لیکن لائلپور، لاہور سیکشن پر اگر محکمہ ریلوے کے افسران بالا کو اپنی کارکردگی کے معائنہ کا موقع ملے اور وہ چشم ہوش سے ملاحظہ کریں۔ کہ ریل کار کے ذریعے لاہور کا سفر کرنے والے مسافروں کا حشر کیا ہوتا ہے اور انہیں کس نوعیت کی سنگین صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو حقیقت واضح ہو جائیگی تیز رفتار گاڑی چلانے کا مقصود لائلپور، لاہور سفر کو خوشگوار بنانا تھا لیکن صورت حال یہ ہے کہ گاڑی مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوتی ہے۔ ہجوم کے باعث عورتوں بچوں بوڑھوں کی زندگیاں اجیرن ہوتی ہیں لوگ باہر پائیدانوں کے ساتھ لٹک کر انتہائی خطرناک حالت میں سفر کرنے پر مجبور ہیں علی العموم عورتیں اور بچے ناگفتہ بہ صورت حال سے دوچار ہوتے ہیں پائیدانوں سے عورتیں اور بوڑھے گرتے ہیں اگر خدانخواستہ کوئی سنگین قسم کا حادثہ پیش آجائے تو ذمہ دار کون ہوگا۔

لائلپور، لاہور سیکشن کے اس روٹ کے بارے میں ٹریفک کے ناظم اعلیٰ کو ذاتی دلچسپی لے کر مسافروں کا حال ملاحظہ کرنا چاہیئے اور اگر یہ ممکن ہو تو ریل کار کو تیز رفتار دوسری گاڑیوں رضا اور ڈاچی کی طرح صرف سانگلہ ہل، شیخوپورہ اسٹیشنوں پر ٹھہرنے کا پروگرام مرتب کرنا چاہیئے اور چھوٹے سٹیشنوں کے مسافروں کے لیے دوسری گاڑی کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

ٹریفک کنٹرولر کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ گاہے بگاہے مسافروں کی ناگفتہ بہ صورت حال کا خود بھی جائزہ لیا کریں۔ خدانخواستہ حادثات کی صورت میں مستعدی اور احساس ذمہ داری کا مظاہرہ کسی صورت میں بھی لائق ستائش قرار نہیں دیا جا سکتا۔

تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد ○ نظام خلافت راشدہ زندہ باد

خدامِ اہلِ سُنّت میدانِ عمل میں



از قلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ، امیر خدام اہل سنۃ والجماعۃ ضلع جہلم

خدامِ اہلِ سُنّت ہیں ہم سُنّت کو پھیلائینگے
ہم شاہِ رُسُل کی اُمت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی
وہ ساقیٔ کوثر، شافعِ محشر، جانِ جہاں، محبوبِ خدا
اصحابِ نبیؐ، ازواجِ نبی اور آلِ نبی پر ہم قربان
یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے
سب یارِ نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں
فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی
سرکارِ مدینہ کی سُنّت اِک نور بھی ہے اور حجت بھی
قرآن کا جلوہ سُنّت میں اور سُنّت کا ہے صحابہؓ میں
اے مسلم، تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر ایماں تو
مزدور و کسان حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے
اسلام ہے دین اُس خالق کا، انسان کو جس نے پیدا کیا
یہ دُنیا عالمِ فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے
تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ
اے پاکستان کے باشندو، آئینِ شریعت لازم ہے

ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائینگے
ہم مُنکرِ ختمِ نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائینگے
ہم ختمِ نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائینگے
بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائینگے
جنت کے جوانوں کے سید ہم ان کی راہ دکھلائینگے
یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا یہ چمک دکھلائینگے
میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائینگے
سُنّت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمتِ کفر مٹائینگے
ہم اُن کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائینگے
اسلام تو دینِ فطرت ہے ہم فطرت ہی سنوائینگے
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی لوائینگے
ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا ہم اس کی حمد سنائینگے
ازلی اَبدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائینگے
میدانِ عمل میں آکر ہم یہ مطلب حل کرائینگے
ہم مسلم ہیں اللہ کے لیے، اسلام کا ڈنکا بجائینگے

خدامِ اہلِ سُنّت کا ہے مظہر بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر اِن شَآءَ اللہ پرچمِ حق لہرائینگے

جستجو

نمایاں دل میں جذبِ اکبری جب ہو گئی ہوتی
یقیناً زیرِ گردوں غیرتِ ماہِ مبیں ہوتی
ستاروں ہی کو یہ ڈھونڈا کیے ہیں دوربینوں سے
خدا کی جستجو کرتے جو چشم دوربیں ہوتی

اکبر الہ آبادی مرحوم

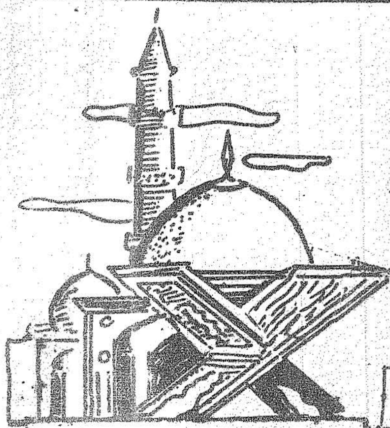
اجتماع جمعۃ المبارک • ۹ مارچ سنہ ۱۹۷۳ء

ایمان و عمل

"ایمان" کی عظیم الشان عمارت "عمل" کی بنیادوں پر استوار ہوتی ہے

ایمان کے مطابق عمل کیا جاتا تو ذلت و رسوائی کے یہ دن نہ دیکھنا پڑتے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کا خطاب



مرتب:۔ عبدالرشید انصاری، لاہور

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝ (النساء آیت ۵۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرو اور ان لوگوں کی جو تم میں سے حاکم ہوں۔ پھر اگر آپس میں کسی چیز میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف پھیرو۔ اگر تم اللہ پر اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہی بات اچھی ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایمان کی بنیاد ہے۔ ایمان کی عظیم الشان عمارت اسی بنیاد پر استوار ہوتی ہے۔ اگر یہ بنیاد پختہ اور مضبوط نہ ہوئی تو ایمان کو کسی وقت بھی کوئی ناگہانی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ حق یہ ہے کہ احکام الٰہی اور ارشادات نبویؐ کی تعمیل کے راستہ میں آڑے آنے والی خاندانی، ملکی، معاشرتی، ذاتی یا اجتماعی کسی بھی رکاوٹ کو برداشت نہ کیا جائے۔ بلکہ دین کے معاملہ میں مصلحت اور مفادِ ذاتی نظرانداز کرتے ہوئے صرف اور صرف دین کو رکھا جائے۔ معاشرے کے جو تقاضے برادری اور خاندان کی جو رسومات اور ملک و قوم کی جو پالیسیاں احکام شرعیہ پر کاربند ہوتے ہوئے باقی رہ سکیں تو انہیں انجام دینے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن معاشرہ کے وہ رسم و رواج جن کی شریعت نے ممانعت کر دی ہو اور قوم کا وہ اصول یا ملک کا وہ قانون جس سے دینی اقدار مجروح ہوتی ہوں۔ ان پر عمل کرنا دراصل دین سے بغاوت اور خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے صریح اعراض اور روگردانی ہے۔

ایمان و یقین ایک ایسی چیز ہے کہ جس کے بغیر کوئی کام نہ صرف انجام نہیں پا سکتا بلکہ ایسے کام کے لیے جدوجہد ہی نہیں کی جاتی۔ کسی کام کو سرانجام دینے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو یہ معلوم ہو کہ وہ یہ کام کیوں کر رہا ہے؟ اگر کسی کے کہنے پر کر رہا ہے تو اس کا حکم ماننا کیوں ضروری ہے؟ اور یہ کام کرنے پر کیا فائدہ اور کیا نفع ہوگا؟ یہ باتیں معلوم کیے بغیر اور بلا سوچے سمجھے اگر کوئی اعمالِ زندگی انجام دے رہا ہے اور نفع و نقصان اور جائز و ناجائز کی تمیز کے بغیر اوقاتِ حیات گزارتے جا رہا ہے تو اس کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ شخص عقل و شعور سے تہی دامن ایک حیوان ہے بَلْ هُمْ اَضَلُّ بلکہ ایسے افراد حیوانوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔

آج مسلمان اجتماعی طور پر مادی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود دوسروں کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عقل و فکر کی نعمتوں سے نوازا ہے لیکن وہ اپنی صلاحیتیں بروئے کار لانے کے بجائے ہر شعبہ زندگی میں دوسروں کی امداد اور تعاون کے لیے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ نتیجۃً باہر سے جب کوئی چیز اسلامی ممالک میں آتی ہے تو اس کے ساتھ باہر سے غیر اسلامی تہذیب، ثقافت اور عقائد و نظریات کے آنے کا راستہ بھی ہموار ہو جاتا ہے۔ اور نئی نسل چونکہ خالی الذہن اور اسلامی تعلیمات سے بے خبر ہوتی ہے اس لیے نہایت آسانی کے ساتھ فتنوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آج بدیسی تعلیم کی یلغار نے قوم کا حلیہ بگاڑ دیا ہے اچھے خاصے سمجھدار نوجوان بھی یورپ کے بھنگی چرسی ہپیوں کی نقالی کرتے ہیں۔ لمبے لمبے بالوں اور لباس میں مردوں اور عورتوں میں کوئی فرق اور تمیز نہیں رہی۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس جہالت کو روشن خیالی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

آج ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں ان کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم اپنے دین پر عمل پیرا ہو کر غیروں کی ذہنی غلامی سے بھی نجات حاصل کر لیتے اور اپنا تعلق ربّ کائنات سے جوڑ لیتے۔ آپس میں الفت و محبت ہوتی اور ملک میں امن و سکون قائم ہوتا، ہم متحد و یک جان ہوتے اور دشمن کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جاتے۔ لیکن یہاں "غدار سازی" کا بازار گرم ہے۔ اپنے علاوہ ہر کسی کو ملک کا دشمن بنایا جا رہا ہے۔ باہر کے لوگ یہ سمجھتے ہوں گے کہ شاید پاکستان میں سب پاکستان کے غدار اور دشمن ہی رہتے ہیں۔ باتیں ہی باتیں ہیں عمل و کردار نہیں ہے۔ اقتدار کی رسہ کشی میں پوری پاکستانی قوم پریشانیوں میں مبتلا ہے۔ چھبیس برس میں پہلی بار عوام کے منتخب نمائندوں نے آئین سازی شروع کر دی ہے لیکن ہٹ دھرمی میں خواہ مخواہ بہتر تجاویز اور تعمیری مشوروں کو نظرانداز کیا جا رہا ہے

لیکن اس لحاظ سے آئین سازی کا موجودہ مرحلہ خوش کن اور حوصلہ افزا ہے کہ عوام کے منتخب نمائندے آئین بنا رہے ہیں اور پہلی بار اس مطالبے کو پذیرائی نصیب ہوئی کہ پاکستان کا سرکاری مذہب "اسلام" ہوگا۔ اس لیے موجودہ زیر ترتیب دستور پہلے دساتیر سے نسبتاً بہتر ہوگا۔

لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ اسلامیان پاکستان کے مسلمان نمائندے آئین میں اسلام کے تحفظ و نفاذ کے لیے بھی اصول و دفعات شامل کر لیں۔ تاکہ پاکستان میں ایک مثالی فلاحی معاشرہ قائم کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔

آئین ساز ادارے کے ارکان بلاشبہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دینے کی شق منظور کی لیکن اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب کہہ دینا اور اس پر عمل پیرا ہونے کا باشندگان ملک کو سرکاری طور پر پابند نہ کرنا نفع مند نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ملک کا آئین جو بات کہے اس پر عمل بھی کیا جانا چاہیے اور آئین میں بتائے گئے اصولوں پر عمل نہ کرنے والوں کو عدالت کے کٹہرے میں لانے اور قرار واقعی سزا دینے کا اہتمام بھی ہونا چاہیے۔ اگر ایسا نہ ہوا اور اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دینے کے باوجود ہر کسی کو اسلامی قوانین پر عمل کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں کھلی چھٹی دے دی گئی تو ملک میں جو برائیاں، تعصبات اور ظلم اور ناانصافیاں انجام پائیں گی دوسرے لوگ انہیں اسلام پر عمل کرنے کا نتیجہ سمجھیں گے۔ اس طرح پوری پاکستانی قوم اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

عمرؓ ہیبت سے جس کی کفر کا دل کانپ جاتا تھا
عمرؓ پیوند جو خود اپنے کرتے پر لگاتا تھا (آزاد شیرازی)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دنیا کی ہر قوم اپنے رسم و رواج کے مطابق سالِ نو کا استقبال جس شان و شکوہ سے کرتی ہے۔ اس پر رائے زنی مقصود نہیں ہے۔ فطرتِ انسانی تفریح و تعیش میں لذتِ نفس محسوس کرتی ہے اور دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ ہر زمانہ میں ہر قوم نے دادِ عیش دے کر اپنی عمر دو روزہ کو حیاتِ جاوید بنانے کا فریب دیا ہے۔ اسی لیے تمام قومیں سالِ نو کی آمد پر عید نوروز پورے طمطراق کے ساتھ مناتی رہی ہیں۔ سال کے پہلے روز ہر قسم کے تفریحی مظاہرے کیے جاتے ہیں اور پورے ساز و سامان تعیش کے ساتھ سالِ نو کے لیے مجالسِ خیر مقدم آراستہ کی جاتی ہیں۔

اسلام کے سامنے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت کا مشاہدہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ کا درس تھا۔ عظمتِ الٰہی کے سامنے تمام کائناتِ انسانی کو اس نے سرنہادہ ہونے کا سبق دیا۔ اسلام نے بتایا کہ خواہشاتِ نفسانی جن تفریحات اور فحاشی پر فریفتہ ہیں یہ قطرۂ شبنم کی طرح بے حقیقت ہیں۔ یہ تمام سامانِ تعیش حباب لبِ جو کی طرح بیک جنبشِ نظر فنا ہو جانے والے ہیں۔ انسان کو صرف خدائے واحد کی ہیبت و جلال سے لرزاں و ترساں رہنے کی ضرورت ہے۔ انسان غور کرے کہ تمام فرعونی، نمرودی، شدادی، قیصری، خسروی، خاقانی اور چنگیزی حکمرانیاں انتہائی تجمل و احتشام کے ساتھ ابھریں اور فنا ہو گئیں۔ تو پھر آج کا انسان کس اعتماد پر غرور و تکبر میں مبتلا ہو۔ ہر انسان نے حیاتِ چند روزہ کی مدت پوری کر کے ظلمت کدہ قبر کی بھیانک آغوش میں گم ہو جانا ہے۔

اسلام نے سادگی اور سادہ زندگی کے اصول تعلیم کیے۔ خداترسی اور خداخوفی کا درس دیا۔ خواہشات کے ترک اور حسنات کے قبول پر انسانیت کو آمادہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یکم محرم الحرام سے اسلامی سال کا آغاز بغیر کسی آرائش و نمائش کے ہوتا ہے بلکہ یکم محرم الحرام کو تمام مسلمان عالم اسلام کے اس فرزندِ جلیل کی شہادت کا ذکر کرتے ہیں جس کو دنیا امیر المومنین عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نسب حضرت کعب تک پہنچ کر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب مبارک سے مل جاتا ہے۔

سلسلہ نسب یہ ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزیٰ بن رباح بن عبد اللہ بن قرط بن ازرح بن عدی بن کعب القرشی حضرت فاروق اعظمؓ کی والدہ ختمہ بنت ہاشم بن المغیرہ ہیں۔ بعض اہلِ قلم نے ان کو ابوجہل کی بہن لکھا ہے لیکن ابوجہل کی کی بہن ختمہ بنت ہشام تھی۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نانا ہاشم عرب کے مشہور شہسواروں میں سے تھے ذوالرمحین کے لقب سے ممتاز تھے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عام الفیل کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ایام جاہلیت میں آپ مکہ کے ممتاز افراد میں تھے۔ اور قریش کی سفارت کے منصب پر فائز تھے۔ معاہدات و منافقات اور معاملات جنگ آپ کی رائے اور فیصلہ کے مطابق طے ہوتے تھے یہ وہ عظیم منصب تھا جس کے باعث قریش اور دیگر قبائل میں آپ کی خصوصی عزت اور وجاہت تھی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین اور زوجۂ حضور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اس وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت "ابو حفص" مقرر فرمائی تھی۔

حضرت فاروق اعظمؓ کا حلیہ یہ ہے۔ قد بلند و بالا، بھرا ہوا جسم، رنگ گندم گوں، آنکھوں میں سرخ ڈورے، مگر سر پر بال نہیں تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ نبوت کے چھٹے سال ایمان لائے۔ آپ کی ہمشیرہ حضرت فاطمہؓ بنت خطاب ان سے پہلے ایمان لا چکی تھیں اور آپ کے بھائی حضرت زید بھی بہن کے ساتھ ایمان لا چکے تھے۔ اور حضرت فاطمہؓ ہی کی سعی سے ان کے شوہر حضرت زیدؓ بن سعید ایمان لائے تھے۔ حضرت فاطمہؓ ہی کے مکان جنت نشان میں حضرت عمرؓ کو قرآن پاک سننے کا موقع ملا۔ اور قلب مبارک میں ایمان کی اساس قائم ہوئی۔ اس مکان سے نکل کر حضرت عمرؓ دارِ ارقمؓ کو روانہ ہوئے جہاں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مع دیگر صحابہ کرامؓ تشریف فرما تھے۔ مکان پر پہنچ کر دروازہ پر دستک دی۔ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو روز قبل ایمان لا چکے تھے آواز پہچان کر تلوار پر ہاتھ ڈالا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عم محترم کو روکا اور خود بہ نفس نفیس دروازہ کھولا۔ مکان کا دروازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کھولا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے دل کا دروازہ کھول دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کا دامن پکڑ کر فرمایا۔ کس ارادے سے آئے ہو؟ نبوت کی پُر رعب آواز سن کر عرب کا یہ بہادر کپکپا اٹھا اور نہایت عاجزی سے عرض کیا۔ ایمان لانے کے لیے۔ آنحضرتؐ بے ساختہ اللہ اکبر کا نعرہ پکار اٹھے اور ساتھ ہی تمام صحابہؓ نے مل کر اس زور سے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ اسلام قبول کرنے کے وقت حضرت فاروق اعظمؓ کی عمر شریف ۳۳ سال تھی۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام کے بعد ہم اسلام کو اس نوجوان کی مثل سمجھا کرتے تھے جس کے قوٰی کا نشو و نما روزانہ ترقی پذیر ہو اور حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ہم سمجھا کرتے تھے کہ اب اس نوجوان کے قوٰی میں انحطاط شروع ہو گیا ہے۔

ہجرت

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ مکہ سے ہجرت کرنا اس قدر مشکل ہو گیا تھا کہ سب نے چھپ چھپ کر ہجرت کی مگر حضرت عمرؓ نے سفرِ ہجرت کے دن طوافِ کعبہ دشمنوں کے سامنے کیا پھر دو رکعت نماز پڑھی۔ اور پھر قریش کے مجمع میں جا کر کھڑے ہو اور فرمایا "روسیاہ مشرکو! جو کوئی تم میں سے اپنی ماں کو محرومیٔ اولاد کا، اپنی اولاد کو یتیمی کا اور اپنی بیوی کو بیوگی کا داغ دینا چاہے وہ میرا تعاقب کرے میں ہجرت کر رہا ہوں" سب نے آپ کا اعلان سنا اور آپ کو روکنے کی کسی میں جرأت نہ ہو سکی۔

فضائل

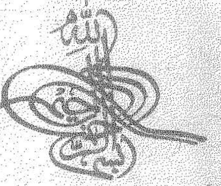
حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ۔ (ترمذی) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو وہ عمرؓ ہوتے۔

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے — اقتدوا بالذی من بعدی ابوبکر و عمر (ترمذی) میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کا اقتدا کرو۔

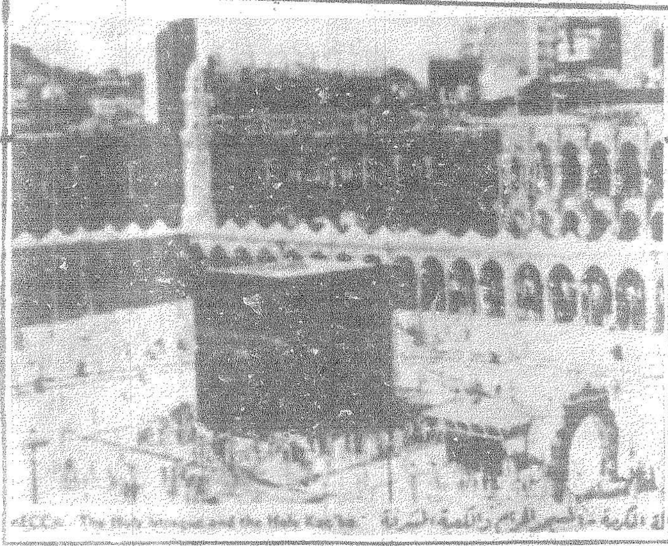
حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی اکرم سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ انبیاء و مرسلین کے علاوہ ابوبکرؓ و عمرؓ جنت کے تمام اگلے پچھلے امت کے ادھیڑ عمر والوں کے سید اور سردار ہیں۔ (ترمذی)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان

(باقی صفحہ ۱۸ پر)



لبیک اللھم لبیک



(۱)

ارضِ مقدس

سفرِ حج کے تاثرات و مشاہدات —— مجاہد الحسینی

اللہ! اللہ! زندگی کا وہ خوش نصیب دن آ گیا جس کی تمنا میں کئی برس گذر گئے تھے۔

یہ وہ مبارک دن تھا جس کی خاطر ۱۹۴۳ء میں بمبئی کے انڈیا گیٹ کے سامنے سمندر کے کنارے کھڑا ہو کر زار و قطار رویا تھا جبکہ میں نے پہلی مرتبہ سمندر کو دیکھا تھا۔! اور میں نے لبیک اللھم لبیک بآواز بلند پکارتے ہوئے دعا کی تھی کہ اے اللہ! میں نے خشکی کا راستہ طے کر لیا ہے اور بصد ادب و نیاز مندی دیارِ رسولؐ میں حاضر ہونے اور آنکھوں کی پلکوں سے اس مقدس سرزمین میں جھاڑو دینے کی سعادت سے مشرف فرما!

اس راہ میں اب صرف یہ وسیع سمندر حائل ہے۔ اے اللہ! اس مقدس راہ کی ان تمام رکاوٹوں کو بھی دُور کر دے۔

اے اللہ! میرے دامن میں تیری رحمت، تیرے فضل و کرم اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کے ساتھ عشق و محبت اور دیارِ حبیبؐ کی زیارت کے ذوق و شوق کے سوا اور کچھ بھی نہیں مادی اسباب و وسائل کے اعتبار سے بالکل تہی دامن ہوں۔ سمندر کے کنارے پر کھڑا جب رو رو کر حج کی دعا کر رہا تھا تو میری آنکھوں سے موسلا دھار بارش کی طرح گرنے والے آنسو بھی ساحل سے ٹکرانے والی موجوں میں شامل ہو کر ایک طلاطم پیدا کر رہے تھے۔

اس کے بعد رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ سحری و افطاری کے وقت زار و قطار رو رو کر اور ناموسِ رسالت کا واسطہ دے دے کر حج بیت اللہ اور زیارت روضۃ الرسولؐ کی سعادت حاصل کرنے کی دعائیں کیا کرتا تھا۔ پورے بیس سال بعد ۱۹۶۳ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم کے باب کھول دیئے۔ اور دس جنوری کو میرے دِل کی کِشتِ ویراں میں ابرِ کرم برسنے لگا۔!

زندگی میں شب بیداری اور سحر خیزی کے کئی مرحلے آئے ہوں گے۔ لیکن مسرت و شادمانی، ذوق و شوق اور مقدس امنگوں اور تمناؤں کے ساتھ سفرِ حج کی تیاری میں جس طرح ۱۰ جنوری کی رات بسر ہوئی اس کی لذت و دلآویزی زندگی کے لائق صد افتخار سرمائے کی حیثیت سے ایک یادگار رہے گی۔

تہجد کے بعد نماز فجر احرام باندھنے کی صورت میں ادا کی۔ پہلی رکعت میں جب لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ کی تلاوت پُر سوز لہجہ میں ہوئی تو جذب و کیف اور انبساط کا عجیب عالم تھا۔ نسیم صبح کے دِل آویز جھونکوں کے جلو میں احرام کی سفید چادروں میں لپٹے ہوئے لبیک اللھم لبیک کی صدائیں بلند کرتے پاکستان کے سات صحافیوں کی ایک جماعت حکومتِ سعودیہ کی دعوت پر حج و زیارت کی سعادتوں سے سرفراز ہونے کے لئے کراچی کے جیلیس ہوٹل سے ایئر پورٹ کی طرف روانہ ہوئی، تو ایک عجیب سماں طاری تھا۔ اور فضا لِلّٰهِ الْحَمْد کے ترانوں سے گونج رہی تھی۔

ساتوں صحافی اپنی خوش نصیبی پر شاداں و فرحاں تھے کہ ان کی حسرتوں اور تمناؤں کی تکمیل کا مرحلہ ان کے سامنے تھا۔ ہر شخص زبانِ حال سے پکار رہا تھا ؎

سبحان اللہ ما احسنک ما اجملک

کہاں ہم —— اور کہاں یہ سعادت!

یہ خدائے بخشندہ کا بہت بڑا انعام و اکرام تھا جس سے ہمارے دامن بھرے جا رہے تھے۔

کراچی ایئر پورٹ کے وی آئی پی روم میں ہمارے دوست احباب، اور محکمہ اطلاعات و نشریات کے اعلیٰ حکام الوداع کہنے کے لئے موجود تھے۔

پی۔ آئی۔ اے کے جہاز میں ہماری نشستیں مخصوص ہو چکی تھیں۔ جہاز کی پرواز میں ابھی کچھ وقت باقی تھا کہ ہمارے اسی سفر کی راہ میں ایک ناقابلِ ذکر ٹیکنیکل انجن آ کھڑی ہوئی۔ ہم سب نے لبیک اللھم لبیک اے اللہ ہم حاضر ہیں کی صدائیں بلند کیں، وہ انجن کافور ہو گئی۔ ہم نے اپنا سامان اٹھایا اور ۱۰ بجے صبح حجاز مقدس کو پرواز کرنے والے پی۔ آئی۔ اے کے طیارے میں سوار ہو کر پونے چار گھنٹے میں جدہ ایئر پورٹ پر پہنچ گئے۔

دُنیا بھر سے یکے بعد دیگرے "لبیک لبیک" کہتے ہوئے آنیوالے طیاروں کی کثرت کے باعث رن وے چونکہ خالی نہیں تھا۔ اس لئے ہمارا طیارہ چند منٹ محوِ پرواز رہا۔ اور پھر سورۃ الحج کی تلاوت کے ساتھ جدہ ایئر پورٹ پر بخیر و سلامتی اتر گیا۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے عازمینِ حج ایئر پورٹ پر موجود تھے۔ اور سعودی حکومت کے قوانین و ضوابط کے مطابق قطار اندر قطار اپنے کاغذات اور سامان کی جانچ پڑتال کرانے میں مشغول تھے۔

اس مرحلہ کی تکمیل تک ہم نے ایئر پورٹ پر ہی نماز ظہر ادا کی۔ اتنے میں پاکستانی سفارتی عملے کے افراد گاڑی لے کر ایئر پورٹ پر آ گئے۔ اور ہم ان کے ساتھ سفارت خانے میں چلے گئے، جہاں سفارتی عملہ نے ہمارا پُر جوش خیر مقدم کیا۔

صحافتی وفد کا تعارف

یہ صحافتی وفد جن افراد پر مشتمل تھا وہ سب ملک کے مؤقر اخبارات و رسائل کے باوقار اداروں سے متعلق اور اپنا وسیع حلقہ اثر رکھتے تھے، یہ حضرات جہاں پاکستان کے مختلف مسائل سے سعودی حکومت اور وہاں کے عوام کو روشناس کرانے کے لئے سفیر کی حیثیت سے حجاز مقدس کا سفر کر رہے تھے۔ وہاں خصوصیت کے ساتھ سعودی عرب کی تعلیمی، معاشرتی، سائنسی، اقتصادی، زرعی اور زندگی کے دیگر مختلف شعبوں کی رفتار ترقی کا جائزہ لینے اور مشاہدہ کرنے میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ اس وفد میں پاکستان ٹائمز راولپنڈی کے ایڈیٹر مولانا محمد سعید، روزنامہ جنگ راولپنڈی کے نیوز ایڈیٹر جناب شورش ملک، روزنامہ مشرق لاہور کے چیف نیوز ایڈیٹر جناب ضیاء الاسلام انصاری، روزنامہ وفاق لاہور کے مدیر اعلیٰ جناب مصطفےٰ صادق اے۔ پی۔ پی لاہور کے جناب حفیظ الرحمٰن، ہلالِ پاکستان حیدر آباد کے سید قمر الزمان اور ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی طرف سے راقم الحروف شریک تھا۔

جناب مصطفےٰ صادق صاحب اپنی ضعیف اور معذور والدہ محترمہ کی رفاقت میں اور جناب حفیظ الرحمٰن صاحب اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ ذاتی طور سے پہلے ہی بذریعہ ہوائی جہاز سفرِ حج کی ٹکٹیں خرید چکے تھے۔ اور حکومت کی طرف سے جب اس صحافتی وفد کے ارکین کا تعین ہوا تو یہ حضرات بھی شامل تھے۔ چنانچہ مصطفےٰ صادق

صاحب کی والدہ اور حنیف صاحب کی اہلیہ کو بھی شاملِ وفد کر لیا گیا۔ لیکن امرِ واقع یہ ہے کہ یہ دونوں پاکباز اور نیک سیرت خواتین خصوصاً مصطفےٰ صادق صاحب کی ضعیفہ اور چلنے پھرنے سے معذور والدہ محترمہ تو اس وفد میں خداوندِ قدوس کی طرف سے ایک نعمت کے درجہ میں تھیں۔

جدہ کے پاکستانی سفارت خانے میں چونکہ اس وفد کے بارے میں ضروری کاغذات ابھی نہیں پہنچے تھے۔ اس لئے ہم نے اپنا تمام سامان یہیں رکھ کر پہلے بیت اللہ میں طواف و سعی کا فریضہ ادا کرنے کی تیاری کی۔ چنانچہ ۴۰-۴۰ ریال کرایے پر دو گاڑیاں لے کر لبیک اللّٰھم لبیک کہتے ہوئے سوئے حرم کعبہ روانہ ہوئے

بیت اللہ پر نگاہِ اوّلیں

جدہ میں سفرِ حج کے کاغذات کی جانچ پڑتال اور بعض دیگر امور کی تکمیل میں چونکہ تاخیر ہو گئی تھی۔ اس لئے بعد نماز مغرب مکہ معظمہ کی طرف روانگی ہو سکی۔

فضا میں رات کے ہلکے ہلکے سایے رینگ رہے تھے۔ جدہ سے مکہ معظمہ کو جانے والی صاف و شفاف سڑک کے دو رویہ سفید دُودھیا روشنی کے قمقمے جگمگا رہے تھے۔ شہر سے باہر کئی میل چکا چوند روشنی میں گذر گئے۔ اور پھر کاروں اور موٹروں کے لامتناہی سلسلے کی خیرہ کن روشنیوں کا ایک سیلاب تھا جو اس مقدس شہر کی جانب رواں دواں تھا۔ جس میں پیدا ہونے والے پیغمبرِ آخر الزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے ظلمت کدہ کو بقعۂ نور بنایا اور قلبِ انسان کی تاریک گہرائیوں میں نورِ ایمان کی شمعیں جلائیں۔

ہماری تیز رفتار گاڑیاں جب پہاڑی موڑ کاٹتیں تو دُور افق کے کنارے پھیلی ہوئی روشنی دیکھ دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو جاتیں کہ وہ سامنے ہے بَلَدِ اَمِین۔! جس کی بابت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی تھی۔ کہ اے اللہ! اس بے آب و گیاہ وادی۔ اور سنگلاخ سرزمین میں ایسا شہر آباد کر جو خود بھی امن و سلامتی کا مسکن ہو اور اس سے اٹھنے والی آواز پوری کائنات کے لئے مادی اور روحانی سکون و راحت اور طمانیت کا باعث ہو۔! اور اس کے باشندوں کا دامن انواع و اقسام کے ثمراتِ رزق سے بھر پور کر دے۔

پہاڑوں کا سلسلہ کاٹتی اور حدیبیہ کے مقام سے گذر کر جب ہماری گاڑیاں حدودِ حرم کا تعین کرنے والے دو نشانات پر پہنچیں تو ڈرائیوروں نے گاڑیاں آہستہ کر کے حدودِ حرم میں داخلے کی دعا شروع کی۔ اور فضا میں اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَحَرَمُ نَبِیِّکَ کی دعاؤں سے ایک ارتعاش پیدا ہو گیا۔

بَلَدِ اَمِین مکہ معظمہ اور پھر بیت اللہ کی زیارت کو نگاہیں بیتاب تھیں چند لمحوں کے بعد روشنیوں سے جگمگاتا ہوا وہ مقدس شہر ہماری آنکھوں کے سامنے تھا۔ جس کی ضوفشانیوں سے پوری کائنات بقعۂ نور بن گئی ہے اس مقدس شہر میں داخل ہوئے تو یوں محسوس ہوا جیسے اضطراب، پریشانیوں اور زندگی کی مختلف النوع الجھنوں اور گھٹن سے دامن چھڑا کر امن و سکون اور راحت و سلامتی کی آغوش میں آ گئے ہیں۔ کاروں کا ایک کارواں سوئے حرم کعبہ رواں دواں تھا۔ سڑک کے دو رویہ پہاڑوں کے دامن میں خوبصورت اور بلند و بالا عمارتوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔ محکمہ داخلہ کی چیکنگ پوسٹ کے آگے سب سے پہلے برلب سڑک ایک بلند مینار کی مسجد دکھائی دی۔ یہ رابطہ عالم اسلامی کے معروف رہنما سید سرور الصبان کی سعی اور مصارف سے تعمیر ہوئی ہے۔ یہاں سے آگے بڑھے تو دائیں جانب "دارالامن" کا بورڈ نظر آیا۔ امن و سلامتی کے اس شہر میں محکمہ داخلہ کے دفتر (پولیس چوکی) کا نام واقعی دارالامن ہی ہونا چاہیئے۔ دارالامن سے آگے چوک میں چھوٹے سے مینار پر عربی ڈائل کی ایک گھڑی نظر آئی جو سعودی عرب کا وقت بتا رہی تھی۔ ہماری گاڑیاں سڑکوں کے موڑ کاٹتی ہوئی پوری تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھیں اور ہم سب وارفتگی کے عالم میں خداوند قدوس کے مقدس گھر کی زیارت کے لیے بے چین تھے (باقی)

آئین ساز اسمبلی میں

پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دینے کی شق منظور

قوانین کو اسلام کے مطابق بنانے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل سالانہ رپورٹ پیش کرے گی

اسمبلی ہال - ۹ مارچ کو سپیکر نے مسودہ آئین کی شق دو میں تجویز کردہ ترمیمیں غور کے لیے پیش کیں اس شق میں کہا گیا ہے کہ اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے۔ حزب اختلاف نے اس دفعہ کو بہتر بنانے اور بڑھانے کے لیے ترمیمیں پیش کی تھیں۔ لیکن چونکہ حزب اختلاف کے ممبر غیر حاضر تھے لہذا ان ترمیموں کے متعلق یہ قرار دیا گیا کہ وہ پیش نہیں کی گئیں۔ حزب اختلاف کے ممبروں نے پانچ منٹ کے بعد واپس آکر جب یہ کہا کہ ہماری ترمیموں کا کیا حشر ہوا تو سپیکر نے احتجاج اور شور و غل کے درمیان انہیں مطلع کیا کہ ان ترمیموں کے متعلق یہ قرار دیا جا چکا ہے کہ وہ پیش نہیں کی گئیں۔ مولانا غلام غوث ہزاروی (جمعیۃ علماء اسلام نے کہا کہ مجھے اپنی ترمیم جو فہرست میں ۱۳ ویں نمبر پر ہے پیش کرنے کا موقع نہیں دیا گیا — حالانکہ حزب اختلاف کے واک آوٹ کے دوران میں ایوان میں موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ جب میرا نام پکارا گیا تو میں سن نہیں سکا کیونکہ اسپیکر نے بڑی عجلت میں نام پکارے۔ اسپیکر نے ان کی اس دلیل کو تسلیم نہیں کیا۔ اور کہا کہ آپ کا نام دو مرتبہ پکارا گیا تھا۔ اس کے بعد اسپیکر نے مولانا شاہ احمد نورانی سے کہا کہ وہ شق ۲ میں اپنی ترمیم ۱۴ پیش کریں۔ اس

> **اسلام کی خلاف ورزی پر سزا کی دفعہ بھی ہونی چاہیے**
> (شاہ احمد نورانی)

ترمیم میں کہا گیا تھا کہ کوئی قانون اسلام کی تعلیمات اور تقاضوں کے منافی نہیں ہوگا۔ جن کی تشریح قرآن و سنت میں کی گئی ہے۔ ترمیم میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو قوانین اسلام کے منافی ہیں انہیں آئین کی منظوری کے پانچ سال کے اندر اسلام کے مطابق بنایا جائے گا۔ ترمیم میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ قانون کی توضیح ہمیشہ دیباچہ کی روشنی میں کی جائے گی۔ مولانا نورانی نے اپنی ترمیم پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ مسودے کے مطابق اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے۔ لہٰذا اسے قانونی تحفظ کی ضرورت ہے۔ اس میں یہ بات شامل ہونی چاہیے کہ اسلام کی خلاف ورزی کی سزا دی جائے گی۔ اس سے یہ بات یقینی ہو جائے گی کہ کوئی اسلام کا مضحکہ نہیں اڑا سکے گا۔ اور مملکت کے تمام شعبے انتظامیہ، پارلیمنٹ اور عدلیہ اس کے پابند ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ دیباچہ کا ذکر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آئین بنانے والے اس سے رہنمائی حاصل کریں۔ کیونکہ دیباچہ قوم کی امنگوں اور ان کے نصب العین کی عکاسی کرتا ہے۔

مولانا غلام غوث ہزاروی (جمعیۃ علمائے اسلام) نے ترمیم کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ مسودہ میں کہا گیا ہے کہ مملکت کا مذہب اسلام ہوگا لیکن اس پر عمل کرنے کے لیے قوم کس حد تک سنجیدہ ہے اس کا اظہار صرف اس وقت ہوگا جب اس دفعہ کو بڑھایا جائے گا اور اس کی خلاف ورزی کے لیے سزا رکھی جائے گی۔ ورنہ محض یہ کہنا کہ اسلام سرکاری مذہب ہے بے سود ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ دفعہ میں یہ بات بھی شامل کی جانی چاہیے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے، اسلام اس کا سرکاری مذہب ہے اور جو شخص اس ملک کے خلاف کام کرے گا اسے سزا دی جائیگی۔

> **"اسلامی دفعات کے تحفظ و نفاذ کا اہتمام نہ ہوا تو یہ دفعات فائدہ مند نہ ہوں گی۔"** (مولانا مفتی محمود)

اسلام پر عمل نہ کرنے والوں کے لیے بھی سزا رکھی جائے تاکہ لوگ اس پر عمل کریں۔ مولانا عبدالحکیم (جمعیۃ علماء اسلام) نے کہا کہ اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی کے لیے سزا رکھی جانی چاہیے ورنہ اسلام ایک کھیل بن کر رہ جائے گا۔

مولانا مفتی محمود (جمعیۃ علماء اسلام) نے کہا کہ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا لیکن ایوان کے ڈپٹی لیڈر اور وزیر صحت شیخ محمد رشید نے کل اپنی تقریر میں کہا کہ یہ ملک ہندوستان میں مسلمانوں کے اقتصادی مفادات کے تحفظ کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ شیخ رشید کی اس تقریر کے بعد اس بارے میں حزب اختلاف کے اندیشے بڑھ گئے ہیں کہ حکومت اس ملک میں کیا کرنا چاہتی ہے۔ مسٹر رشید کی تقریر قیام پاکستان کی بنیاد کی نفی کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج صبح حزب اختلاف نے واک آوٹ کیا تو اس موقع سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے حزب اختلاف کی اہم ترمیمات کو سرسری طور پر نمٹا دیا گیا اور یہ قرار دیا گیا کہ ترمیمیں پیش نہیں کی گئیں۔ یہ آئین سازی کے لیے اچھا شگون نہیں ہے۔ مفتی محمود نے کہا کہ جب تک اسلامی دفعات کی حفاظت اور نفاذ کے لیے مناسب تحفظات نہیں رکھے جائیں گے مسودۂ آئین کی اسلامی دفعات فائدہ مند نہ ہوں گی۔

> **عمل اور عقیدے کا تضاد معاشرتی برائیوں کی جڑ ہے**
> (محمود علی قصوری)

میاں محمود علی قصوری (آزاد) نے ترمیم کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ اس معاشرے کی برائیوں کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اعتقادات اور عمل کے درمیان بڑا فرق ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کو اسلامی ملک صرف اس وقت کہا جا سکتا ہے جب اس ملک میں بنائے جانے والے قوانین بھی اسلامی ہوں۔ اگر قوانین غیر اسلامی ہوئے تو ملک کو اسلامی نہیں کہا جا سکتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ اسلامی مملکت کا مطلب کیا ہے؟ کیا اس ملک کو اسلامی مملکت کہا جا سکتا ہے جہاں لاکھوں کی غیر ملکی شراب پی جاتی ہو۔ جہاں بارسوخ لوگوں کو شراب کے پرمٹ ملتے ہوں، جہاں دعوتوں اور پارٹیوں میں شراب پیش کی جاتی ہو، جہاں لوگوں کی بیویوں کو کھلم کھلا غلط راستے پر ڈالا جاتا ہو اور جہاں زنا عام ہو، اگر اسلام کے تحفظ اور اس کے نفاذ کے لیے مناسب دفعات نہ بنائی گئیں تو یہ اسلام کا مذاق اڑانا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جمہوریت اور اسلام قیام پاکستان کے دو بڑے ستون ہیں اگر یہ ستون نہ ہوتے تو ملک کی بنیادیں بیٹھ جائیں گی۔

ظفر احمد انصاری (آزاد) نے ترمیم کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ قومی اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے ڈپٹی لیڈر شیخ

> **شراب نوشی اور زنا عام رہا تو یہ "اسلامی مملکت" کا مذاق اڑانا ہوگا۔**
> (چوہدری ظہور الٰہی)

محمد رشید نے تحریک پاکستان کی پوری تاریخ اور اس اسباب اور مقاصد کو مسخ کرنے کی کوشش کی ہے جن کی وجہ سے پاکستان قائم ہوا تھا۔ انہوں نے قائد اعظم علماء اور مذہبی جماعتوں کے بارے میں حقائق کو غلط رنگ میں پیش کیا ہے۔ مولانا انصاری نے کہا کہ قیام پاکستان کی وجہ اقتصادی نہ تھی۔ انہوں نے متعدد ممتاز علماء کا نام لیا جو مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے اور پاکستان کے قیام کے لیے جدوجہد کی تھی۔ مولانا انصاری نے کہا کہ کمیونسٹ پارٹی نے آخری وقت اپنے مقاصد کے حصول کے لیے مسلم لیگ کی صفوں میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا تھا۔ مولانا انصاری نے علی گڑھ کی ایک تقریر کا

حوالہ دیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ میں کمیونسٹ پارٹی کو متنبہ کرتا ہوں کہ وہ تحریک پاکستان سے الگ رہے۔ قائداعظم نے یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے ہاں کمیونزم، سوشلزم اور دوسرے ازموں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مولانا نے کہا کہ اسلام، اس کی ثقافت اور اس کا نظریہ قیام پاکستان کے لیے ایک محرک قوت تھی۔ مولانا ظفر احمد انصاری نے کہا کہ تاریخ کو مسخ کرنے کی کوششیں اور بابائے قوم کے بارے میں غلط بیانیاں ختم ہونی چاہئیں۔ ترمیم کے بارے میں انہوں نے کہا کہ ایران، افغانستان، اردن اور بہت سے دوسرے اسلامی ملکوں میں اس قسم کی دفعات موجود ہیں۔ یہ دفعات ایسی ہونی چاہئیں کہ ان کی خلاف ورزی کی صورت میں عدالت سے رجوع کیا جا سکے۔ اسلامی دفعات اور شریعت کی تشریح سپریم کورٹ پر چھوڑ دی جائے اور یہ فرض انجام دینے کے لیے بعض علماء کو سپریم کورٹ میں عارضی جج مقرر کیا جائے۔

سردار شوکت خاں نے کہا کہ حزب اختلاف تاخیری حربوں پر یقین نہیں رکھتی اور وہ ملک کو دستور دینا چاہتی ہے لیکن ہمیں ترمیموں پر اظہار خیال کے لیے مناسب وقت ملنا چاہیے۔ انہوں نے ترمیم کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ دیباچہ کو مؤثر ہونا چاہیے۔ اسلام اور انصاف پسند معاشرہ دیباچہ کی روح ہیں اور اس کے نفاذ کے لیے دفعات بنائی جانی چاہئیں۔ ملک کریم بخش اعوان نے کہا کہ اگر اسلامی دفعات کو تحفظ نہ دیا گیا تو آئین کو اسلامی نہیں کہا جا سکتا۔ پروفیسر غفور احمد (جماعت اسلامی) نے کہا کہ اسلامی دفعات و بنیادی حقوق میں شامل کیا جائے۔

چوہدری ظہور الٰہی (کونسل مسلم لیگ) نے کہا کہ ایک اسلامی مملکت میں یہ ضروری ہے کہ تمام قوانین قرآن و سنت کے مطابق ہوں۔ اگر کوئی شہری یہ محسوس کرے کہ کوئی قانون اسلام کے مطابق نہیں ہے تو اسے اس کی وضاحت کے لیے عدالت سے رجوع کرنے کا آئینی حق ہونا چاہیے۔ اگر یہاں شراب نوشی، قمار بازی اور زنا عام رہا تو یہ اسلامی مملکت کا مذاق اڑانا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ یہ تمام برائیاں اسلامی تعلیمات کے منافی ہیں اور انہیں فوراً بند کیا جانا چاہیے۔

مسٹر احمد رضا قصوری (آزاد) نے بھی ترمیم کی تائید کی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نہ لسانی بنیاد پر بنا تھا اور نہ جغرافیہ یا ثقافت کی بنیاد پر اس کا قیام عمل میں آیا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو پنجاب کو تقسیم نہ کیا جاتا۔ کیونکہ مسلمان پنجابیوں اور ہندو پنجابیوں کی زبان اور ثقافت مشترک تھی اور جغرافیہ بھی مشترک تھا۔ اس کا اطلاق صوبہ بنگال کی تقسیم پر ہوا تھا۔ مسٹر قصوری نے کہا پاکستان اسلامی قومیت کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ اس کے قیام کی وجہ اقتصادی نہ تھی جس کا دعویٰ شیخ محمد رشید نے کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہی وجہ ہے کہ پہلے میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ پاکستان کے قومی پرچم پر کلمہ طیبہ لکھا جائے۔ اگر پرچم پر کلمہ طیبہ لکھ دیا جاتا تو آدھا ملک ہاتھ سے نہ نکلتا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات افسوسناک ہے کہ وزیر اطلاعات مولانا کوثر نیازی نے میری تجویز کا یہ کہہ کر مذاق اڑایا ہے کہ پرچم پر "درود شریف" لکھ دیا جائے — مولانا کوثر نیازی نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ میں اسلامی معاملات پر بحث کرتے وقت کبھی غیر سنجیدہ نہیں ہوتا۔ میری بات میں اخلاقی پہلو مضمر تھا — میرا کہنا یہ تھا کہ قومی پرچم روز روز نہیں بدلے جاتے اگر ایک مرتبہ اس پر کلمہ طیبہ لکھے جانے کی اجازت دے دی گئی تو پھر درود شریف لکھنے اور آیت الکرسی لکھنے کے مطالبات کیے جائیں گے۔ اور انہیں کیسے رد کیا جا سکتا ہے۔

کسی قانون کا اسلامی یا غیر اسلامی ہونا معلوم کرنے کیلیے عدالت سے رجوع کا اختیار دیا جائے۔ (مولانا ظفر احمد انصاری)

نماز، روزہ اور حج، زکوٰۃ جیسی رسومات کے لیے پاکستان نہیں بنا۔ (شیخ رشید)

یہ رسومات نہیں اسلامی فرائض ہیں —— (مولانا عبدالحکیم)

ایوان کے ڈپٹی لیڈر شیخ رشید نے ذاتی وضاحت پیش کرتے ہوئے کہا کہ کل میں نے اپنی تقریر میں صرف یہ کہا تھا کہ پاکستان صرف نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ جیسی مذہبی رسوم کے لیے نہیں بنا۔ انگریزوں کی حکومت میں بھی ان رسوم کو ادا کرنے پر کوئی پابندی نہ تھی۔ مولانا عبدالحکیم (جمعیت علماء اسلام) نے وزیر صحت کی تصحیح کرتے ہوئے کہا کہ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ رسوم نہیں ہیں بلکہ فرض ہیں۔ شیخ رشید نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں اب بھی کہتا ہوں کہ اسلام کے اقتصادی نظام کی دوسری تعریف سوشلزم ہے۔ تحریک پاکستان کے پیچھے محرک عوامل اقتصادی تھے۔ اور غیر منقسم ہندوستان کے مسلمان اقتصادی نجات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ شیخ رشید نے کہا ماضی میں بھی بادشاہت، جاگیرداری اور سرمایہ داری کے نظاموں کو تحفظ دینے کے لیے اسلام کے نام کو غلط استعمال کیا گیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو چوہدری ظہور الٰہی جیسے ان پڑھ لوگ لکھ پتی نہ بن جاتے۔ یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی کہ چوہدری ظہور الٰہی میٹریکولیٹ بھی ہیں یا نہیں۔ یہ سن کر چوہدری ظہور الٰہی اپنی کرسی پر سے اچھل پڑے اور ایوان کے ڈپٹی لیڈر کے الفاظ پر احتجاج کیا۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی معاملات میں میں کمیونسٹ (شیخ رشید) سے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں۔ اس کے بعد کچھ دیر تک شیخ رشید اور چوہدری ظہور الٰہی کے درمیان غضب ناک چوٹیں ہوتی رہیں۔ ایوان میں شور و غل کی وجہ سے پریس گیلری میں پوری طرح یہ نہیں سنا جا سکا کہ ایک نے دوسرے کو کیا کہا۔ بعد میں ڈاکٹر غلام حسین اس تکرار میں شریک ہو گئے اور انہوں نے اور چوہدری ظہور الٰہی نے ایک دوسرے کو سخت سست کہا۔ اسپیکر چوہدری فضل الٰہی نے ممبروں کو بار بار وارننگ دے کر ایوان میں نظم بحال کیا اور ان سے کہا کہ وہ ایوان کے ضابطوں کی پابندی کریں۔ اسپیکر نے ممبروں سے کہا کہ وہ اپنی جگ ہنسائی نہ کرائیں۔ اگر ایوان میں صورت حال یہ رہی تو آئین سازی مشکل ہو جائے گی۔ وزیر قانون مسٹر پیرزادہ نے بھی چوہدری ظہور الٰہی کے الفاظ پر احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ایوان کے ڈپٹی لیڈر کو کمیونسٹ اور بے دین کہا ہے۔

مسلمانوں نے اقتصادی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے پاکستان بنایا۔ (شیخ رشید)

پرچم پر کلمہ طیبہ لکھا جائے! پاکستان کی بنیاد اسلامی قومیت تھی —— (احمد رضا قصوری)

محض سوشلزم پاکستان کی بنیاد بن سکتا ہے تو اس کے لیے بھارت میں زیادہ کام ہوا ہے۔ (میاں عطاء اللہ)

میاں عطاء اللہ (پیپلز پارٹی) نے کہا کہ اسلامی نظریہ اور سماجی انصاف دو مختلف چیزیں ہیں اور دونوں کی ضمانت دی جانی چاہیے۔ انہوں نے وزیر قانون اور ایوان کے ڈپٹی لیڈر سے یہ یقین دہانی چاہی کہ پاکستان میں جلد سے جلد اسلامی قوانین نافذ کیے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اگر سوشلزم کو پاکستان کی بنیاد بنایا جا سکتا ہے تو سوشلزم کے لیے بھارت میں زیادہ کام ہوا ہے۔ میاں محمود علی قصوری نے پیپلز پارٹی کے ممبر کی تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ محترم ممبر اپنے ضمیر کے مطابق کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن سیاسی مصلحتیں انہیں ایسا کرنے سے روک رہی ہیں۔ اس پر میاں عطاء اللہ نے کہا کہ میں اپنے ضمیر کے مطابق بول رہا ہوں اور مجھے اپنی پارٹی اور اپنے لیڈر پر فخر ہے۔

ترمیم پر ووٹنگ اس کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی کی ترمیم پر ووٹ ڈالے گئے اور اسے مسترد کر دیا گیا۔ ترمیم کے حق میں صرف ۱۷ ووٹ آئے جن میں راؤ خورشید علی (پیپلز پارٹی ساہیوال) کا ووٹ بھی شامل تھا۔

دوسری ترمیم مولانا صدر الشہید (جمعیۃ علماء اسلام بنوں) نے شق ۲ میں دوسری ترمیم پیش کی۔ جس میں کہا گیا تھا کہ مملکت کا یہ بنیادی فرض ہونا چاہیے کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں اور اس کی تفصیلات کی جن کی توضیح مذہب کے ماہرین نے کی ہے تحفظ اور اشاعت کرے۔ ترمیم میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق جمہوریت، آزادی، مساوات، رواداری اور سماجی انصاف کے اصولوں کا پورا تحفظ کیا جائے گا اور کسی شخص کو کسی کلیدی عہدے پر اس وقت تک مقرر نہیں کیا جائے گا جب تک وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق خدمت انجام دینے کے لیے تیار نہ ہو۔ مولانا صدر الشہید نے اپنی ترمیم پر تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ ملک کے باشندوں کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ وہ یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کوئی قانون اسلامی ہے یا نہیں عدالتوں سے رجوع کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ مسلمانوں نے اپنا استحصال ختم کرنے کے لیے علیحدہ وطن بنایا تھا۔ مولانا نے کہا کہ اگر اس دلیل کو صحیح مان لیا جائے تو چھوٹے صوبوں کے لوگ اقتصادی استحصال کی بناء پر علیحدگی کا مطالبہ کریں گے۔ انہوں نے وزیر قانون سے کہا کہ وہ کم از کم یہ بتائیں کہ اسلامی مملکت سے کیا مراد ہے؟ راؤ خورشید علی ترمیم پر تقریر کرنے کے لیے پھر کھڑے ہوئے لیکن اسپیکر نے انہیں اجازت نہیں دی۔

جب ترمیم پر ووٹ لیے گئے تو صرف ۱۸ ووٹ اس کے حق میں آئے اور اس طرح وہ مسترد ہو گئی۔ راؤ خورشید علی (پیپلز پارٹی ساہیوال) نے پھر حزب اختلاف کے ساتھ ووٹ دیا۔ اس مرحلے پر مولانا مفتی محمود نے کہا کہ چونکہ اسلامی دفعات کے بارے میں ترمیمات کو اکثریتی پارٹی منظور نہیں کر رہی ہے لہٰذا حزب اختلاف واک آؤٹ کرے گی۔ اس کے بعد حزب اختلاف کے ممبر ایوان سے اٹھ کر چلے گئے۔ اور کچھ دیر بعد واپس آ گئے۔ راؤ خورشید علی نے بھی حزب اختلاف کے ساتھ واک آؤٹ کیا۔

تیسری ترمیم شق ۲ میں اگلی ترمیم مسٹر محمود اعظم فاروقی (جماعت اسلامی)، اور صاحبزادہ سیف اللہ (دیر) نے مشترکہ طور پر پیش کی۔ ترمیم میں کہا گیا تھا کہ اس کی تصدیق کی جاتی ہے کہ پاکستان کے ہر مسلمان شہری کا یہ حق ہے کہ اس پر قرآن وسنت کے مطابق حکومت کی جائے گی اور کسی ایسے قانون کے تحت ان پر حکومت نہیں ہوگی جو قرآن وسنت سے متصادم ہوگا۔ ترمیم میں مزید کہا گیا تھا کہ ہر شہری کو ہر قاعدے اور ضابطے اور رواج کو یا مملکت کے کسی ادارے یا حاکم کے فیصلے کو عدالت مجاز میں اس بناء پر چیلنج کرنے کا حق ہوگا کہ وہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے منافی ہے یا ان کے مطابق نہیں ہے۔ مسٹر فاروقی نے اپنی ترمیم پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہر شہری کو یہ حق حاصل ہونا چاہیے کہ اگر وہ کسی حکم یا قانون کو قرآن وسنت کے منافی سمجھتا ہے تو وہ عدالت میں چیلنج کر سکے۔ حکومت ایوان کو یہ بتائے کہ اس نے بنیادی حقوق کے سلسلے میں شہریوں کو جو حق دیا ہے وہی حق اسلامی دفعات کے سلسلے میں کیوں نہیں دیا۔ مسٹر فاروقی نے کہا کہ ایوان کے ڈپٹی لیڈر کا یہ دعویٰ تاریخی اعتبار سے صحیح نہیں ہے کہ اقتصادی وجوہ تحریک پاکستان کے پیچھے متحرک قوت تھے اگر ایسا ہوتا تو غیر منقسم ہندوستان کے اقلیتی صوبوں کے مسلمان پاکستان کے لیے جدو جہد نہ کرتے۔ تحریک پاکستان ان علاقوں تک محدود رہتی جو اب پاکستان ہے

آئین پوری قوم کی موت وحیات کا مسئلہ ہے (مولانا عبدالحق)

۲۰ فروری اسلام آباد اسمبلی ہال۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ایم۔ این۔ اے اکوڑہ خٹک نے قومی اسمبلی میں مسودہ دستور پر تقریر کرتے ہوئے ایوان سے تعلق رکھنے والے دونوں بازوؤں اور تمام پارٹیوں پر زور دیا ہے کہ آئین سازی کے موقع پر پوری محبت، رواداری اور تحمل کی فضا قائم کی جائے اور کشیدگی کا ماحول ختم کر کے آئین مرتب کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ آئین کسی فرد واحد، علاقہ یا کسی خاص پارٹی کا مسئلہ نہیں پوری قوم کی موت وحیات کا مسئلہ ہے۔ اس لیے ہر قسم کے سیاسی اور گروہی خیالات سے ہٹ کر خلوص سے کام لیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ دستور کے متعلق یہ کہنا کہ یہ پارٹی کے منشور کے مطابق سوشلزم کی بنیاد پر بنایا جائے گا نہایت افسوسناک بات ہے۔ اس لیے کہ ہم کسی پارٹی کا منشور نہیں بنا رہے ہیں بلکہ یہ ملک کے کروڑوں مسلمانوں کا مشترکہ مسئلہ ہے اور اگر یہاں سوشلزم لانا تھا تو اس کے لیے قیام پاکستان کے وقت کروڑوں مسلمانوں کی تباہی کی ضرورت نہیں تھی۔

مولانا عبدالحق نے کہا کہ جب قائداعظم سے پوچھا گیا کہ اقلیتی صوبوں کے مسلمانوں کا کیا حشر ہوگا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اسلام کی خاطر ان کروڑوں مسلمانوں کا جنازہ پڑھ لیا ہے تو کیا انہوں نے سوشلزم کے لیے یہ سب کچھ کیا!

مولانا عبدالحق نے آئین کی اس دفعہ کو سراہا کہ اسلام کو سرکاری مذہب قرار دیا گیا ہے تو اب اس کے تقاضے یہ ہیں کہ ہماری پوری زندگی اور پورا آئین انہی لائنوں پر چلے اور ایک نظریاتی سرکاری مذہب کے مخالف ہر قسم کے نظریات کے فروغ واشاعت پر پابندی لگائی جائے جیسا کہ اشتراکی ممالک میں سرکاری نظریات کے اساسی اصول کے خلاف آزادی نہیں دی جاتی۔

مولانا عبدالحق نے کہا کہ جب ہم سب نے بحیثیت مسلمان اسلامی آئین بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے تو اس سے فرار کے راستے بند کرنے چاہئیں۔ جبکہ دستور کا مجوزہ طریق کار اس کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ اس کے لیے اسمبلی کو اسلامی کونسل کے مشوروں کا پابند کرانا ضروری ہے اور اس کے فیصلے سے قبل اسمبلی کو کوئی متنازعہ قانون وضع کرنے کا اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ نیز کونسل سے مشورہ طلب کرنے کا فیصلہ بھی اسمبلی کی اکثریت پر نہیں چھوڑنا چاہیے ورنہ کسی قانون کے اسلامی حیثیت کے بارے میں استصواب کر سکنے کی نوبت ہی نہ آ سکے گی۔ اس کے علاوہ کونسل کے ارکان کی اکثریت خدا ترس متبحر علماء پر مشتمل ہونی چاہیے۔

مولانا عبدالحق نے اس امر پر زور دیا کہ کسی کے خلاف قانون سازی ہونے پر دیگر بنیادی حقوق کی طرح ہر شہری کے لیے عدالت کا دروازہ کھلا رہنا چاہیے۔ — مولانا عبدالحق نے تجویز پیش کی کہ اس کے لیے سپریم کورٹ کی سطح پر ماہر علماء اور قانون دانوں کا خصوصی بنچ ضروری ہے۔ مولانا نے کہا کہ ملک اور معاشرہ کی اسلامی خطوط پر تعمیر کو پالیسی سے راہنما اصولوں میں ذکر کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ بات مملکت کے لیے ضروری ہونی چاہیے نہ کہ وہ صرف کوشش یا سفارش کرے۔ مولانا نے کہا کہ اگر سات سال بعد کونسل کی حتمی رپورٹ آ جانے کے بعد بھی اسمبلی اسے مسترد کر سکتی ہے تو پھر کس طرح اسلامی قانون سازی مکمل ہے؟ مولانا نے املاک کی جبری ضبطی کی مخالفت کی اور کہا کہ حلال وحرام کی تمیز ضروری ہے اور وہ جو املاک ظلم سے حاصل کی گئی ہیں اسے واپس لے کر اصل حقداروں کو دینا چاہیے نہ کہ حکومت کو۔ مولانا نے کہا کہ ایک طرف تو صدر کا پی ایل ے بنایا گیا ہے تو دوسری طرف اسے حدود وقصاص کی سزائے موت ساقط کرنے کا حق دیا گیا ہے جبکہ اسلامی قانون میں کسی شخص کو یہ اختیار نہیں۔

مولانا عبدالحق نے کہا کہ صدر اور وزیراعظم کے محاسبے کا دروازہ بھی آئین میں کھلا رہنا چاہیے۔

★

قسط نمبر ۵

چشمۂ ہدایت

سید حفیظ احمد
ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر

حصولِ ہدایت

پاک طینت لوگ	سیرت و عمل	جزا و صلہ	حوالہ: آیت	رکوع	پارہ
مسیحی عارفین	حق کی پہچان، کلام اللہ سن کر اشک افشانی، مسلمانوں کی بہی خواہی۔	ثواب جنت جو محسنین کا بدلہ ہے	۸۳	۱	۷
مومنین، صالحین اور محسنین	اکل حلال، جوا و شراب، فال نکالنے اور بت پرستی سے اجتناب، اللہ و رسول ﷺ کی اطاعت تقویٰ و عمل صالح۔	اللہ کی محبت و رضامندی	۹۰/۹۳	۲	″
انبیاء کرام	قوم کی متواتر مخالفت کے باوجود صبر	اللہ کی مدد	۳۴	۱۰	″
مومن و صالح	انبیاء کرام پر ایمان اور اصلاح اعمال	خوف و حزن سے بریت	۴۸	۱۱	″
اللہ والے	صبح و شام اس کی پکار اور اس کی رضا جوئی۔ کوئی برائی ہو جائے تو توبہ و اصلاح	اللہ کے ہاں بڑی قدر اور مغفرت کی سند	۵۲/۵۴	۱۲	″
مومن	شرک سے پاک و منزہ ایمان	استحقاق امن، ہدایت یافتہ کا لقب۔	۸۲	۱۵	″
صاحب ایمان	قرآن، آخرت پر ایمان، نمازوں کی حفاظت	-	۹۲	۱۷	″
مومن	حلال و حرام میں تمیز، ظاہر و باطن گناہ سے پرہیز	-	۱۱۸/۱۲۰	۱	۸
نصیحت پذیر	اسلام کے شرح صدر اور فکر عقبیٰ۔	سلامتی کا گھر، اللہ کی رفاقت	۱۲۵/۱۲۹	۱	″
جو کوئی	نیکیوں پر عمل	دس گنا معاوضہ	۱۵۹	۷	۸
(اللہ والے)	اکل پاک و حلال اور زینت کا رکھ رکھاؤ۔	دنیا میں عموماً اور عقبیٰ میں خصوصاً یہی انعامات	اعراف ۳۲	۱۱	″
مومن صالح	ایمان اور عمل صالح۔ جنت پاکر اللہ کا شکر	جنت کی وراثت، باہمی خفگی سے نجات	۴۲/۴۳	۱۲	″
اہل اعراف	اچھے برے لوگوں کی پہچان، اہل جنت کے لیے تبریک اور خیر سگالی، دوزخیوں سے بیزاری۔	داخلہ جنت کی امید	۴۶/۴۹	۱۳	″
رفیقانِ نوحؑ	اللہ کے نبی پر ایمان اور طوفان میں ساتھ۔	غرقابی سے نجات	۶۴	۱۵	″
پیروانِ ہودؑ	ہود علیہ السلام پر ایمان	تباہی سے نجات	۷۲	۱۶	″
لوطؑ کے گھر والے	حضرت کا ساتھ	″	۸۳	۱۷	″
شعیبؑ	قوم کی معاندانہ روش کے باوصف تبلیغ دین اور نصیحت	فلاح و کامرانی	۸۸/۸۹	۱	۹
ساحرین فرعون	دید حق پر فوراً قبول ایمان	صبر و ایمان پر موت کی تمنا	۱۲۶	۴	۹

انجامِ ضلالت

بدطینت لوگ	سیاہ کاریاں	کیفرِ کردار	حوالہ: آیت	رکوع	پارہ
کفار	اسلام سے عداوت، مسلمانوں سے مار دھاڑ	توہین آمیز عذاب	۱۰۲	۱۲	۵
خائن (دغاباز)	دلوں میں دغا۔ لوگوں سے بات چھپانا لیکن اللہ سے نہ شرمانا، خفیہ مشورے	″	۱۰۵/۱۰۸	۱۳	″
الزام باز	اپنا قصور کسی بے قصور کے سر منڈھنا	صریحاً گنہگاری	۱۱۰/۱۱۱	″	″
″	ہدایت کھل چکنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی مخالفت، مومنوں کے راستے سے دوری اور بُعد۔	جہنم کا بہت برا ٹھکانہ	۱۱۵	۱۴	″
شیطان کے چیلے	مشرکانہ رسوم (جانوروں کے کان وغیرہ چیرنا)۔	کھلا خسارہ اور دائمی جہنم	۱۱۹/۱۲۰	۱۵	″
کفار و منافق	قبول اسلام کے بعد کفر، پھر اسلام پھر کفر جو بڑھتا ہی گیا، مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی، ان سے عزت کی توقع۔	نہ اللہ کی مغفرت نہ راہ ہدایت اور المناک سزا کی خوشخبری	۱۳۶/۱۳۹	۱۶	″
	مسلمانوں کی بدخواہی، لشکر اسلام کی فتح ہو تو رفاقت کے دعوے اگر غالب کافر ہوں تو ان سے حق خدمت کی طلب۔	ان کا آخری فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔	۱۴۰/۱۴۱	″	″
منافق	خدا فریبی، خود فریبی، بے دلی اور ریاکاری سے نماز کی ادائیگی، فیصلہ کن فراست سے محرومی، نہ ان میں نہ اُن میں۔	ع۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم بلکہ آگ کے نچلے درجے میں ٹھکانہ	۱۴۲/۱۴۵	۱۸	″
	بری بات کو اعلانیہ کہنا	اللہ کو سخت ناپسند	۱۴۸	۱	۶
پکے کافر	اللہ و رسول ﷺ کا انکار، دونوں میں تفریق کی خواہش۔ بعض احکام قبول بعض سے انکار، کفر و ایمان کی درمیانی راہ۔	توہین آمیز سزا	۱۵۰/۱۵۱	۱	″
لعنتی یہود	موسیٰ علیہ السلام کی طرح پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بے ہودہ مطالبے۔ ایمان لانے کے بعد ارتکاب شرک۔ احکام دین کی صریح خلاف ورزی، یوم سبت کی بے حرمتی۔ عہد شکنی۔ آیات اللہ کا انکار، انبیاء کا قتل ناحق۔۔۔ الخ	دلوں پر مہریں۔ المناک عذاب تیار، حلال و پاک اشیاء بھی ان پر حرام۔۔۔ الخ	۱۵۳/۱۶۲	۲	″
ظالم کفار	ارتکاب کفر، لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا	گمراہی سے دور نہ مغفرت نہ راہ یابی	۱۶۷/۱۶۹	۳	″
منکر و متکبر	ارتکاب کفر اور ڈھٹائی	دردناک سزا۔ کوئی دوست نہ مددگار	۱۷۳	۴	″
(منکر ایمان)	عورتوں سے داد عیش۔ خفیہ آشنائیاں	اعمال اکارت، آخرت میں گھاٹا	مائدہ ۵	۱	۶
سیاہ دل یہود	اللہ سے عہد شکنی، باتوں میں تحریف، نصیحت کا ایک حصہ نظر انداز اور خیانت	دل سیاہ اور اللہ کی لعنت	۱۲/۱۳	۳	۶

حکیم عبدالمجید عتیقی سے ایک ملاقات

تحریر :- حکیم آزاد شیرازی - مدیر تذکرہ - لاہور

• رنگیلا رسول نامی کتاب کس نے لکھی ؟

• قصہ مسجد شہید گنج اور سنہری مسجد کا

استاذ الاطباء حکیم عبدالمجید عتیقی مرحوم جہاں ملی حلقوں میں اپنی مخلصانہ جدوجہد، بزرگانہ شفقت اور حکیمانہ مشوروں کے لیے ایک معروف شخصیت تھے۔ وہاں تحریک حصول آزادی میں اپنے بے پناہ خلوص و ایثار اور سیاسی، سماجی، دینی اور ادبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی بدولت صف اول کے رہنماؤں میں شمار ہوتے تھے۔ قوت بینائی سے محروم ہوجانے کے بعد بھی ان کی ذہنی و روحانی بصیرت طبی اور غیر طبی حلقوں کی رہنمائی کرتی رہی — کئی سال ہوئے ایک سہ پہر راقم الحروف ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ مکرم حکیم فضل الٰہی صاحب پرنسپل طبیہ کالج لاہور اور محترم زبدۃ الحکماء حکیم محمد ظفر اللہ قریشی مرحوم بھی تشریف لے آئے اور اس طرح ایک ایسی مجلس میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی جس میں محترم حکیم فضل الٰہی صاحب کے شباب آور قہقہے، حکیم ظفر اللہ صاحب کے فنی مباحثے اور استاذی حکیم عبدالمجید عتیقی کی پرانی یادداشتیں سننے کا اتفاق ہوا۔ اس صحبت میں عتیقی صاحب مرحوم نے چند ایک ایسے واقعات سنائے جن سے نہ صرف ان کی زندگی کے بلکہ ہماری سیاسی اور سماجی زندگی کے بعض اہم گوشے بھی بے نقاب ہوتے ہیں — ذیل میں یہی واقعات درج کر رہا ہوں۔ (آزاد شیرازی)

ماضی کی چند یادیں

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

پرنسپل طبیہ کالج انجمن حمایت اسلام لاہور حکیم فضل الٰہی کی تشریف آوری پر بات تو اس شعر سے چلی کہ ؎

ساری خدائی اک طرف
فضل الٰہی، اک طرف

اور چلتے چلتے "پاپیولا اور نک پاروں" کی خدائی تقسیم کے بعد میرے اس شعر پر ختم ہو گئی کہ ؎

غلام نفس ہوں لیکن مجھے آزاد کہتے ہیں
نحوست ہوں مگر ترتیب دیتا ہوں سعادت کو

قہقہوں کا طوفان تھم گیا۔ ظرافتوں کی آندھی رک گئی اور میں نے ایک پریس رپورٹر کی طرح کاغذ اور فونٹین پین سنبھال لیا — حکیم فضل الٰہی، حکیم ظفر اللہ اور راقم الحروف ہمہ تن گوش ہو گئے — عتیقی صاحب فرما رہے تھے :-

" راجپال تو "رنگیلا رسول" نامی رسوائے زمانہ کتاب کا صرف پبلشر تھا۔ کتاب کی ترتیب کے ذمہ دار ڈی اے وی کالج لاہور کے ایک ہندو پروفیسر تھے اور زبان و بیان کی اصلاح علامہ تاجور نجیب آبادی نے کی تھی جو نہ صرف دیال سنگھ کالج میں استاد تھے بلکہ عطر چند کپور کے ہاں بھی ملازم تھے اور یہی ملازمانہ مجبوری کتاب کی تصحیح کا باعث بنی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اس لغزش کو معاف فرمائے۔ (آمین)

میں (عتیقی صاحب مرحوم) ان دنوں خلافت کمیٹی لاہور کا سیکرٹری تھا اور انجمن تاجران کتب پنجاب کا بھی سیکرٹری تھا۔ میری بینائی ابھی زائل نہ ہوئی تھی۔ مجھے معلوم ہوا کہ "رنگیلا رسول" نامی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر رکیک حملے کئے گئے ہیں — انجمن تاجران کتب میں یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ کوئی پبلشر ایسی کتاب شائع نہیں کرے گا جس سے کسی فرقہ یا قوم کی دل آزاری ہوتی ہو۔ میں راجپال کی دکان لوہاری دروازہ پہنچا۔ وہاں کتاب "رنگیلا رسول" پڑی تھی — کتاب کی ابتداء ہی میں ایک سخت قابل اعتراض نعت تھی — میں نے راجپال سے کہا تم نے ایسی کتاب کیوں شائع کی ہے ؟ کیا تمہیں انجمن کے فیصلے کا علم نہیں ؟ راجپال نے کتاب میرے ہاتھ سے لے لی اور میں چلا آیا۔ دوسرے روز میں نے کسی آدمی کے ذریعے کتاب خریدی۔ میں نے کتاب کے خلاف ایک پوسٹر مرتب کیا اور اس پوسٹر پر مسلمانوں کے ہر فرقے کے علماء اور معززین سے دستخط کروائے جن میں حاجی شمس الدین مرحوم سیکرٹری انجمن حمایت اسلام بھی تھے۔

سید حبیب مرحوم (مدیر سیاست) ان دنوں پنجاب خلافت کمیٹی کے سیکرٹری تھے انہوں نے اس پوسٹر کے شائع ہونے پر مجھ سے جواب طلبی کی۔ میں نے جواب میں خلافت کمیٹی سے اپنا استعفا لکھ بھیجا — اس پوسٹر پر دستخط کرانے کے لیے جب میں مولانا تاج دین وکیل کنوینر انجمن نعمانیہ لاہور کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا — "تم داڑھی منڈواتے ہو تمہیں حق کیا حاصل ہے کہ تم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و حرمت کی حفاظت کرو۔ میں اس پوسٹر پر دستخط نہیں کر سکتا جس پر مرزائی، وہابی اور شیعہ کے دستخط ہوں۔ میں دستخط نہیں کروں گا —!

میں نے باغ بیرون موری دروازہ میں ایک جلسہ منعقد کروایا لیکن کوئی مسلمان لیڈر صدارت یا تقریر کے لیے آمادہ نہ ہوا جلسہ کا اعلان ہو چکا تھا جلسہ میں ایک لاکھ سے زیادہ افراد کا ہجوم تھا جس پر بصد مشکل کنٹرول کیا گیا شہر بھر میں مسلح پولیس کے دستے گشت کرنے لگے۔

میں نے مولوی عبداللہ قصوری (مرحوم)، سید حبیب (مرحوم) اور سراج دین پراچہ صاحب سے کہا کہ آیئے چوہدری شہاب الدین اسمبلی اسپیکر سے جا کر ملیں۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ تھانہ انار کلی جا کر رپورٹ درج کرائیں۔ میں ان سب کو لے کر گیا تھانیدار نے کہا کہ درخواست لکھئے۔ میں نے لکھ دی۔ دستخط کر دیئے۔ سید صاحب اور مولوی عبداللہ دستخط کرنے سے گھبرانے لگے — تھانہ کے باہر ایک مسلمان گنڈیریاں بیچ رہا تھا میں اسے تھانہ میں لے آیا۔ اس نے بیان دیا کہ میں نے "رنگیلا رسول" نامی کتاب کے متعلق سنا ہے اور مجھے اس سے سخت دکھ ہوا ہے اس نے درخواست پر دستخط کر دیئے جس کے بعد مولوی عبداللہ اور سید عبداللہ نے بھی دستخط کر دیئے۔ مقدمہ بنا۔ راج پال گرفتار ہوا۔ ضمانت پر رہائی کے دوران ایک شخص عبدالعزیز نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا۔ عبدالعزیز کو چھ ماہ قید کی سزا ہوئی اس کے بعد ایک اور شخص نے ناکام حملہ کیا اور بالآخر غازی علم الدین شہید کے ہاتھوں راج پال جہنم واصل ہوا۔

اسی زمانے میں حکیم مظفر حسین اظہر دہلوی نے "ستم رسول" نامی ایک کتاب لکھی جسے ایس سنت سنگھ تاجر کتب نے چھاپنے کا اہتمام کیا۔ کتاب کا دیباچہ عبدالغنی بیرسٹر سیکرٹری انجمن شوداریاں لکھا تھا۔ کتاب

گیلانی پریس میں زیرِ طباعت تھی ـــــ مجھے معلوم ہوا۔ میں نے ملک نصر اللہ خاں عزیز صاحب سے ذکر کیا۔ وہ اُن دنوں روزنامہ زمیندار کے ایڈیٹر تھے۔ ملک صاحب نے "شاتمِ رسولؐ" کے عنوان سے تین لیڈنگ آرٹیکل لکھے۔ جن میں مطالبہ کیا کہ اس کتاب کی اشاعت کو روکا جائے اور اسے ضبط کیا جائے ورنہ فسادات ہوں گے ان اداریوں کے چھپنے کے دوسرے روز عبدالغنی بیرسٹر پر چاقو سے حملہ ہوا۔ حکیم اظہر دہلوی (جو دہریہ تھا) روپوش ہوگیا۔ اور بھاگ کر امرت سر چلا گیا اور زیرِ طباعت کتاب کی پلیٹیں ضبط کر لی گئیں۔

اسی زمانہ میں کلکتہ میں ایک انگریزی کتاب چھپی جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی گئی تھی۔ میں دریائے جہلم کے کنارے کانگریس کی سٹیج پر تقریر کر رہا تھا کہ اسی کتاب کے پبلشر کے قتل کی خبر سُنی۔ میں نے اس کا ذکر کیا۔ ان دنوں سوامی دیانند کے خلاف ایک قادیانی نے "بیسویں صدی کا مہرشی" نامی ایک کتاب لکھی۔ میں نے ہر دو کتابوں کے ضبط کرنے کا مطالبہ کیا اور عتیقی صاحب نے کہا "ایسی کتابوں کو ضبط کرانے کی جد و جہد کو میں آخرت میں اپنی بخشش کا سامان سمجھتا ہوں۔

مسجد شہید گنج

اور اب عتیقی صاحب کی گفتگو کا رخ مسجد شہید گنج کی جانب مڑ گیا فرمانے لگے ـــــ مولانا محمد حنیف ندوی خطیب مسجد مبارک اسلامیہ کالج لاہور میرے یہاں بیٹھے تھے کہ مفکر احرار چوہدری افضل حق مرحوم تشریف لائے اور مسجد شہید گنج کے مسئلہ پر سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ سکندر حیات کی حکومت کو ختم کرنے کا ایک طریقہ شہید گنج کا مسئلہ اٹھانا ہے چوہدری صاحب چاہتے تھے کہ میں آزاد مسلم نمائندہ کی حیثیت سے اجلاس میں شرکت کروں یہ اجلاس باغ بیرون دہلی دروازہ میں منعقد ہونے والا تھا میں نے کہا کہ آپ آزاد مسلم کانفرنس کو درمیان نہ لایئے اور کہ میں ذاتی حیثیت میں حاضرِ اجلاس ہو جاؤں گا۔

رات دہلی دروازہ میں جلسہ ہوا۔ میں نے تقریر کرتے ہوئے راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ کا واقعہ بیان کیا کہ مسلمانوں کا ایک وفد راجہ رنجیت سنگھ سے ملا اور سنہری مسجد لاہور کو آزاد کرانے کا مطالبہ کیا ـــــ رنجیت سنگھ نے کہا کہ اگر مسجد واگزار کر دی گئی تو اس میں مسلمان اذان دیں گے۔ قریب ہی گوردوارہ باؤلی صاحب ہے۔ اس طرح سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان فساد ہوگا۔ وفد نے بتایا کہ سارے پنجاب میں اذان پر پابندی ہے اس لیے فساد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس پر رنجیت سنگھ نے مندرجہ ذیل شرطوں کے ساتھ مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

۱۔ مسجد کی مرمت نہ کی جائے۔ (۲) مسجد کی زیریں دکانوں کا کرایہ دربار صاحب امرتسر کو دیا جائے۔ (۳) نماز باجماعت نہ پڑھی جائے ـــــ ان تین شرطوں پر سنہری مسجد مسلمانوں کو ملی۔

جب سکھ حکومت کا خاتمہ ہوا اور انگریزی دور آیا تو لارڈ ایجرٹن لیفٹیننٹ گورنر پنجاب تھا۔ اسے تعمیرات سے کافی دلچسپی تھی اس نے جب سنہری مسجد کو اس حال میں دیکھا تو اسے بہت دکھ ہوا اسے بتایا گیا کہ مسجد کی دکانوں کا کرایہ دربار صاحب امرت سر کو دیا جاتا ہے ـــــ لارڈ موصوف نے ایک انگریز انجنیئر کرنل نسبت کو حکم دیا کہ مسجد کی مرمت کی جائے اور ایک لاکھ روپے مرمت کے لیے دیئے۔ لاہور کی نسبت روڈ اسی کرنل کے نام سے ہے۔

سنہری مسجد کے ساتھ ایک اور چھوٹی سی مسجد تھی۔ سنہری مسجد کی موجودہ سیڑھیاں موجود نہیں تھیں علماء سے فتویٰ لے کر چھوٹی مسجد کو گرا کر سنہری مسجد میں شامل کیا گیا۔ اور موجودہ سیڑھیاں بنائی گئیں۔ کرایہ کی رقم بھی واگزار کی گئی۔ اذان اور نماز باجماعت کی اجازت مل گئی۔

تحریک شہید گنج کے زمانہ میں ہندو مسلم سکھ لیڈروں کی ایک میٹنگ عتیقی صاحب کے ہاں بلائی گئی اس میٹنگ میں پچاس نمائندے شریک ہوئے جن میں ماسٹر تارا سنگھ مولانا ظفر علی خاں، لالہ دُنی چند انبالوی، مولانا عبداللہ قصوری، مولانا عبدالقادر قصوری، سردار منگل سنگھ سردار گوپال سنگھ قومی وغیرہ شامل تھے۔

میں نے میٹنگ میں ایک قرارداد منظور کرانا چاہی جس میں اہلِ شہر کو مبارک باد دی گئی تھی کہ انہوں نے امن و امان قائم رکھا فساد نہیں ہو سکا اور حکومت کا منشا پورا نہیں ہوا۔ ماسٹر تارا سنگھ اس قرارداد کو منظور نہیں ہونے دیتے تھے وہ کہتے تھے کہ یہاں اہلِ شہر سے مراد مسلمان ہیں اور آپ دراصل مسلمانوں کو مبارک باد دے رہے ہیں ـــــ میرا ایک ملازم حبیب نامی تھا میں نے اس سے پوچھا "کیا وقت ہے"؟ اس نے بتایا "بارہ بجے ہیں" اس پر میں نے معذرت چاہی کہ دراصل قرارداد پر بحث کے لیے نہایت غلط وقت دیا گیا ہے۔ ماسٹر تارا سنگھ میری اس معذرت پر اور بھڑک اٹھے۔ لیکن سردار منگل سنگھ نے کہا ـــــ "صرف پانچ منٹ ٹھہر جایئے اس کے بعد سکھ بھی قرارداد کی حمایت اور تائید کریں گے ـــــ"!

چنانچہ سوا بارہ بجے ماسٹر تارا سنگھ نے بھی اس قرارداد کی کامل تائید کی۔

بقیہ: سیدنا فاروق اعظمؓ

ہے۔ جس راستہ پر (اے عمرؓ) شیطان تجھے چلتا دیکھ لے گا اسے چھوڑ کر دوسری راہ پر ہو جائے گا۔ (بخاری)

ام المؤمنین حضرت سیدہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ پہلی امتوں میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن سے فرشتے باتیں کرتے تھے اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمرؓ ہے۔ (بخاری)

ان کے علاوہ بکثرت احادیث آپ کے فضائل میں موجود ہیں بہ نظر اختصار چند احادیث بیان کی گئی ہیں۔

خلافت

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علالت نے جب آخری شکل اختیار کی اور حضرت کو احساس ہوا کہ خلافت کے لیے کوئی شخص منتخب ہونا چاہیے تو آپ نے مہاجرین و انصار کے مجمع میں اپنی جانشینی کا مسئلہ پیش کیا۔ عمائدین صحابہؓ میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عثمان بن عفان، حضرت سعید بن زید، حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے گفتگو میں حصہ لیا۔ اور سب نے بالاتفاق سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پسند فرمایا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب کوئی اختلاف صحابہؓ میں نہ دیکھا تو ایک تحریر سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نامزدگی اور انتخابِ خلافت کی لکھ دی۔ اور مجمع عام کو طلب فرما کر وہ تحریر سنائی گئی۔ تمام مجمع نے بلا کسی اختلاف کے اس خلافت کو قبول کیا۔ اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر فاروقؓ کو طلب کیا اور اجماع عام میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا:۔

"اے اللہ! میرا مقصود اس کارروائی سے خلقِ خدا کی بہبودی ہے کیوں کہ مجھے ان کی حالت کو دیکھتے ہوئے (جسے اے اللہ تو خوب جانتا ہے) فتنہ کا اندیشہ ہوا۔ لہٰذا میں نے امتِ اسلامیہ پر اس شخص کو والی مقرر کیا ہے جو اس امت میں زیادہ بہتر، بہت قوی اور بہبود و سود خلائق پر بہت زیادہ حریص ہے اے اللہ! تو جانتا ہے کہ یہ میرا آخری وقت ہے اس لیے اب تو ہی ان کو سنبھالنا۔"

سابق ریاست بہاولپور میں عیسائیت اور مرزائیت کی تبلیغ خلافِ قانون تھی؟

ایم ایم احمد قادیانی نے بہاول پور سے اپنا مذہبی انتقام لیا۔

امیر بہاولپور عازمینِ حج کو اپنی جیب سے خرچ دیتے اور اسلامی روایات کا احترام کرتے

بہاول پور کی ایک ممتاز شخصیت میاں نظام الدین حیدر سے ایک ملاقات

جناب ممتاز لیاقت نے میاں نظام الدین حیدر کا انٹرویو "نوائے وقت" میں شائع کیا ہے اس کے بعض ضروری مندرجات خدام الدین میں پیش کیے جاتے ہیں

جہاں تک ملکی قیادت کی غلطیوں اور خام کاریوں کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ قائد اعظم کے انتقال کے بعد مسلم لیگ پر نوکر شاہی کا تسلط ہو گیا تھا اور یہی نوکر شاہی اس ملک کی رسوائی اور بٹوارے کی ذمہ دار ہے یہ صحیح ہے کہ ملکی قیادت اپنی کمزوریوں کی وجہ سے بیورو کریسی کی سازشوں کا شکار رہی ہے اگر ایسا نہ ہوتا اور وہ بیورو کریسی کا سامنا کر سکتی تو قائدِ ملت لیاقت علی خاں یوں بھرے جلسہ میں قتل نہ کیے جاتے میری ذاتی رائے یہ ہے کہ لیگ اپنی تمام کمزوریوں کے باوجود لیاقت علی خاں کے عہد تک عوام میں مقبول تھی مگر ان کی موت سے وہ یتیم و بے آسرا ہو گئی اور نوکر شاہی نے پوری طرح قبضہ جما لیا۔ نوکر شاہی کے اس تسلط کے خطرناک اثرات آج تک موجود ہیں اور ہم اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں

لیاقت علی خاں کی موت کے بعد مولوی تمیز الدین مرحوم نے نوکر شاہی کا مقابلہ کرنا چاہا مگر اس وقت ماحول ایسا تھا کہ ہر سیاست دان اقتدار کے پیچھے بھاگ رہا تھا اور ہوسِ اقتدار کا شکار تھا مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ قائد اعظم کے بعد اس قوم کو صحیح قیادت میسر نہ آ سکی۔ بلکہ جتنے بھی لیڈر آئے وہ بھارتی قیادت کے برعکس طالع آزما اور اپنے ذاتی اقتدار اور خواہشات کے بندے تھے اور انہیں ملکی و قومی عزت و آبرو سے زیادہ اپنی کرسی زیادہ عزیز تھی ان ہی کی وجہ سے مخلص اور دیانت دار پاکستانی قوم بھارت کے بنیوں کے سامنے رسوا ہو گئی اگر اس قوم کو صحیح قیادت مل جاتی تو پاکستان آج ایک عظیم ملک ہوتا۔

میاں نظام الدین حیدر نے ریاست بہاول پور کے پاکستان سے الحاق کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا۔

مرحوم نواب آف بہاول پور بڑے بیدار مغز اور آئینی حکمران تھے اور سب کچھ ہونے کے باوجود اہم فیصلوں کے لیے کابینہ کی سفارشات کو سامنے رکھتے تھے۔ ویسے ریاست بہاولپور پہلے ہی ایک "چھوٹا پاکستان" تھی اس کی اسی فیصد سے زیادہ آبادی مسلمان تھی اور نواب آف بہاولپور ذاتی طور پر ایک نیک دل مسلمان تھے ان کے قائد اعظم کے ساتھ قدیمی تعلقات تھے بلکہ جب قائد اعظم صرف محمد علی جناح تھے اور مالابار ہلز میں وکیل کی حیثیت سے رہتے تھے اس وقت بھی نواب مرحوم کے آئینی اور قانونی مشیر تھے اتنے گہرے تعلقات اور ریاست کی واضح مسلم اکثریت کے پیشِ نظر ریاست کا پاکستان سے فوری الحاق ہو جانا چاہیے تھا لیکن اس وقت کی ریاستی کابینہ کے بعض اعضاء و جوارح کی ذاتی وجاہت کی ہوس کی وجہ سے قدرے تاخیر ہوئی۔

میں نے بہاول پور کو "چھوٹا پاکستان" اس لیے کہا ہے کہ بہاول پور اس وقت بھی اسلامی روایات کا امین تھا۔ جہاں جمعہ کے روز سرکاری تعطیل ہوتی عشرہ محرم اور رمضان المبارک میں سینما، تھیٹر اور بازار بند رہتے حج کی سہولت عام تھی اگر کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ ملازم بھی حج پر جانے کا خواہاں ہوتا تو اسے تین ماہ کی رخصت دی جاتی۔ اور اس عرصہ کی تنخواہ پیشگی ادا کر دی جاتی اس کے باوجود اس کا جمیع اثاثہ حج کے اخراجات کے لیے ناکافی ہوتا تو امیر بہاول پور جیبِ خاص سے اس کی اعانت کرتے ریاست کے لوگ عقیدۃً اہل سنت تھے اور مرزائیت اور عیسائیت کی تبلیغ کے لیے ریاست قطعی اجازت نہ دیتی۔ ۳۴ – ۱۹۳۵ء کا واقعہ ہے کہ ایک خاتون نے اس بنا پر اپنے خاوند کے خلاف تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا کہ وہ مرزائی ہو گیا اس پر بہاول پور کی عدالت عالیہ کے فل بنچ نے دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث مسلک کے نامی گرامی علماء اور جامعہ ازہر سے فتاویٰ منگوائے اور ان کی بنیاد پر سینکڑوں صفحات پر مشتمل تاریخی فیصلہ لکھا جس میں مرزائیوں کو مرتد قرار دیا گیا۔

دینی و دنیوی تعلیم میں بھی بہاول پور باقی برصغیر سے خاصا آگے تھا بہاول پور کا صادق ایجرٹن کالج انیسویں صدی میں اس وقت بنا جب ملتان، ساہیوال اور پنجاب کے اکثر کالج وجود میں نہیں آئے تھے اس کالج میں طلباء سے برائے نام فیس لی جاتی تھی۔ دینی تعلیم کے لیے وزیر تعلیم محسن الملک کے دور میں جامعہ عباسیہ کو جامعہ ازہر کی طرز پر منظم کیا گیا اور اس میں حصولِ تعلیم کے لیے بیرونِ ملک سے طلباء آتے اکثر طلباء یارقند، تاشقند، جاوا اور سماٹرا سے آتے تھے اس جامعہ میں نہ صرف یہ کہ طلباء کی تعلیم رہائش اور خوراک مفت تھی بلکہ کتابیں اور کپڑے تک سرکاری طور پر مہیا کیے جاتے تھے۔

میاں نظام الدین حیدر نے مادرِ ملت سے وابستہ یادوں کو تازہ کرتے ہوئے کہا۔

مادرِ ملت اپنی شخصیت و کردار کے لحاظ سے بابائے قوم کا پرتو تھیں۔ انہوں نے آمریت، فسطائیت اور ظلم و جور کا مقابلہ جس جرأت و بے باکی سے کیا اس کی مثال نہیں ملتی اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جس طرح شام کے بازاروں اور یزید کے دربار میں حضرت زینبؓ نے حق و صداقت کی آواز بلند کر کے اسلام کو زندہ رکھا اسی طرح مادرِ ملت نے آمریت و فسطائیت کا مقابلہ کر کے اسلامی اقدار اور جمہوریت کی روایات کو سربلند کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم ان کے حق میں فیصلہ دے چکی تھی لیکن نوکر شاہی نے بدمعاشی کر کے ان کی فتح کو شکست میں بدل دیا انہیں بھی اس کا علم تھا مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری میری آخری ملاقات ان سے انتخابات کے ایک عرصہ بعد ہوئی تھی اس میں جب میرے ایک رفیق نے انتخابی شکست پر اظہارِ افسوس کیا تو انہوں نے اپنے مخصوص لہجہ میں کہا تھا۔

"THOUGH I HAVE BEEN DEFEATED BUT I HAVE BROKEN THE NERVES OF A DICTATOR i.e. AYUB KHAN AND I AM CONVINCED THAT HE CANNOT STAY IN POWER MORE THAN ONE OR TWO YEARS."

ان کی پیش گوئی بڑی حد تک صحیح ثابت ہوئی

مادرِ ملت کی موت کے بارے میں میں اب تک خود کو قائل نہیں کر سکا کہ ان کی موت طبعی تھی بلکہ آج بھی مجھے اس کے پیچھے ایک سازش نظر آتی ہے اور واقعات و شواہد اس گمان کو تقویت دیتے ہیں۔ آپ شادی میں شرکت کر کے رات کو شاداں و فرحاں واپس آئی تھیں اور نہایت خوش و خرم موڈ میں سوئی ہوئی تھیں لیکن صبح ان کی موت کی خبر آئی اور اس کے بعد جو کہانی منظرِ عام پر لائی گئی وہ بجائے خود کئی لحاظ سے مشکوک ہے۔

بہاولپور کو کس طرح لوٹا گیا

ون یونٹ کی تشکیل کے بعد بہاول پور کے عوام پر

ترقی کے راستے بند کر دیے گئے اور مقامی انتظامیہ چپڑاسی تک بھرتی کرنے کے اختیارات سے محروم کر دی گئی۔ ہر سال مغربی پاکستان کے مختلف میڈیکل انجینئرنگ اور زرعی کالجوں میں بہاول پور کے لیے ۲۵٪ نشستیں مخصوص تھیں اور ان کے لیے بہاول پور ان نشستوں اور وظائف سے محروم ہو گیا۔

بہاولپور چونکہ اسلامی شعائر کا پابند تھا اور مہمان نوازی اس کی روایت تھی اس مقصد کے لیے بہاولپور میں ایک وسیع و عظیم الشان توشہ خانہ قائم تھا جس میں بیک وقت پندرہ ہزار افراد کے قیام و طعام کا بندوبست تھا۔ مگر ون یونٹ کے بعد یہ توشہ خانہ بند ہو گیا اور اس کے ساز و سامان کو ریل گاڑیوں کے ۳۰ ڈبوں میں بند کر کے لاہور پہنچا دیا گیا۔ چالیس کیڈلک بیوک، شیورلیٹ، سٹاف کاروں پر مشتمل فلیٹ بھی لاہور منتقل کر دیا گیا۔ مختصر یہ کہ ون یونٹ کی تشکیل کے بعد نوکر شاہی نے بہاول پور کے دارالحکومت بغداد الجدید کو اس طرح لوٹا جس طرح ہلاکو خاں نے بغداد کو لوٹا تھا۔

ون یونٹ میں ہماری شمولیت رضاکارانہ تھی اور ہم نے ملک و قوم کے وسیع تر مفادات کی خاطر اپنی منفرد اور جداگانہ حیثیت کو وحدت پاکستان میں ضم کر دیا تھا لیکن اب کہ ون یونٹ ختم ہو چکا ہے بہاول پور کی صوبائی حیثیت بحال نہ کر کے ہمیں کس بات کی سزا دی جا رہی ہے۔ بحالیٔ صوبہ کا مطالبہ نیا نہیں بلکہ ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء سے قبل جب ڈاکٹر خان صاحب کی وزارت اعلیٰ کے دور میں مغربی پاکستان اسمبلی میں ون یونٹ کو ختم کرنے کی قرارداد پیش کی گئی اور اس میں کہا گیا کہ پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کو بحال کر دیا جائے تو بہاول پور کے نمائندوں نے اس پر شدید احتجاج کیا اور کہا کہ ہم نے اپنی انفرادی حیثیت ون یونٹ کے لیے ختم کی تھی۔ اگر ون یونٹ ختم کیا جا رہا ہے۔ تو بہاولپور کی بھی سابقہ حیثیت بحال کی جائے چنانچہ اس پر قرارداد میں ترمیم ہوئی کہ ون یونٹ کو ختم کر کے چار سے زاید صوبے بنائے جائیں۔

ایم ایم احمد کا کردار!

اسی طرح یحییٰ خاں کے دور حکومت میں جب ون یونٹ کو ختم کرنے کے لیے صوبہ جات کی تشکیل نو کے سلسلہ میں کمیشن قائم ہوا اور مسٹر ایم ایم احمد کو اس کا چیئرمین بنایا گیا تو ہمیں اسی وقت احساس ہو گیا تھا کہ اہل قادیان کے بارے میں بہاول پور کے سابقہ احتجاجی رویہ کی بنا پر وہ ہمیں نقصان پہنچائے گا۔ اس لیے ہم فوراً ایک وفد لے کر اسلام آباد پہنچے۔ یہ وفد کنوینر بہاول پور متحدہ محاذ چوہدری فرزند علی، مخدوم حمید الدین اور مجھ پر مشتمل تھا ہم نے بارہ دن اسلام آباد قیام کیا صدر کو تاریں دیں، یادداشتیں اور چٹھیاں بھجوائیں، ٹیلیفون کیے اور آخر آٹھ دن بعد ہمیں یہ کہا گیا کہ ہم ایم ایم احمد سے ملیں ان سے ملاقات ہوئی اور بحالی صوبہ کا مطالبہ پیش کیا گیا تو انہوں نے کہا "یہ سیاسی مسئلہ ہے آپ صدر سے ملیں" ہم نے کہا جناب! آپ صوبہ جات کی تشکیل نو کے ذمہ دار ہیں اپنی ذمہ داریاں نبھائیں۔ یہ سیاسی نہیں بلکہ اقتصادی اور معاشرتی مسئلہ ہے۔ آئینی بائیس شقیں سے آپ جو مسئلہ حل کرنا چاہتے ہیں ہم اس سے بخوبی آگاہ ہیں"۔

بہر حال انہوں نے صدر سے ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تین دن تک ٹالتے رہے آخر کہا بہتر ہے کہ آپ جنرل پیرزادہ سے ملیں ان کے سیکرٹری سے رابطہ قائم کیا گیا جواب ملا جنرل پیرزادہ کو صدر یحییٰ خاں نے نہایت اہم ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں وہ اتنے مصروف ہیں کہ ان کے پاس آپ کے لیے ایک منٹ بھی نہیں آپ جو کچھ کہنا چاہتے ہیں لکھ کر بھجوا دیجئے۔ یہ ہماری کھلی توہین تھی مگر ہم پی گئے۔ اپنے مطالبے کو ایک میمورنڈم کی صورت میں بھیج دیا اور واپس بہاول پور چلے گئے۔ ایم ایم احمد نے مذہبی تعصب کی بنا پہ انتقام لیا تھا اہل بہاول پور پر یہ ناانصافی اور اپنے نمائندوں کی یہ توہین برداشت نہ کر سکے وہ اتنے مشتعل ہوئے کہ انہوں نے مارشل لاء کی خلاف ورزی کا فیصلہ کر لیا چنانچہ اس سلسلہ کا آغاز ہوا مارشل لاء کی خلاف ورزی کے ضمن میں جو پہلا گروپ گرفتار ہوا اس میں میرے علاوہ چوہدری فرزند علی اور سابق جسٹس محمود خاں شامل تھے اس کے بعد یہ تحریک زور پکڑ گئی چوبیس دن تک روزانہ جلوس نکلتے رہے اور یہ ہماری بدقسمتی تھی کہ اس وقت بہاولپور میں فوجی حاکم بریگیڈیئر شمیم بھی قادیانی تھے انہوں نے بہاول پور میں انتہائی وحشیانہ تشدد کیا۔ سینکڑوں افراد گرفتار کیے گئے اور بیٹوں سے جیل، حیدرآباد، اٹک، پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ کی کوئی ایسی جیل نہ تھی جس میں اسیران بہاول پور نہ ہوں۔ مخالفین کی طرف سے بہاولپور بحالی صوبہ کی تحریک شہزادوں اور امیر زادوں کی تحریک کہا گیا لیکن یہ عوامی اور ہمہ گیر تحریک تھی اگر آپ اسیران بہاول پور کی فہرست ملاحظہ فرمائیں تو اس میں آپ کو طلباء، اساتذہ، وکلاء، سابق وزراء، علماء، زمیندار، محنت کش، چھابڑی والے، تانگے والے غرضیکہ ہر طبقہ کے افراد نظر آئیں گے۔ آخر ۲۲ اپریل ۱۹۷۰ء کو بریگیڈیئر طارق عوامی تحریک کا اندازہ کرنے کے لیے ملتان سے بہاول پور پہنچے۔ لیکن انہوں نے جاتے ہی ڈپٹی کمشنر سے کہا کہ وہ بحالی صوبہ پر بات نہ کریں گے چنانچہ متحدہ محاذ نے ان کا بائیکاٹ کر دیا اسی روز بہاولپور میں بحالی صوبہ کی حمایت میں تاریخی جلوس نکالا گیا۔ جو ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل تھا جس میں پچیس تیس ہزار بچے اور خواتین شامل تھیں اور سبھی کلمات طیبہ کا ورد کر رہے تھے لیکن انتظامیہ نے پرامن جلوس پر وہ ظلم ڈھائے کہ قیامت صغریٰ بپا ہو گئی۔ پولیس نے [illegible] کو مطلع کیے بغیر ان پر بے تحاشا آنسو گیس پھینکی اور سیکڑوں راؤنڈ فائر کیے مظاہرین کی چھاتیوں پر گولیاں برسائیں ایک ایسا بچہ کی فائرنگ سے شہید ہونے والا حافظ قرآن تھا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق دو ہلاک بیس زخمی لیکن دراصل جانی نقصان بہت زیادہ تھا

اقوالِ زریں

مرتبہ: عبدالواحد بیگ مرحوم۔ محلہ سادات۔ ملتان شہر

- آدمی اس وقت تک عالم نہیں ہو سکتا جب تک اپنے علم پر عمل پیرا نہ ہو۔ (حدیث نبوی)
- بیوقوف کے کانوں میں باتیں مت ڈال کیونکہ عمل کرنے کی بجائے وہ تیرے دانشمندانہ کلام کی تحقیر کرے (حضرت سلیمانؑ)
- محبت کی شیرینی کو ایک دفعہ کی رنجش کی یاد ہمیشہ زہر آلود کرتی رہتی ہے۔ (سقراط)
- شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے (سلطان ٹیپو شہیدؒ)
- قیامت کے دن غریب ہمسایہ امیر ہمسایہ کا دامن گیر ہوگا۔ (حدیث نبویؐ)
- مومن اپنے اہل و عیال کو اللہ پر چھوڑتا ہے اور منافق اپنے درہم و دینار پر (شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)
- تین چیزیں قیامت کے دن بارگاہ الٰہی میں شکایت کریں گی۔
  (۱) وہ مسجد کہ جس کے پاس رہنے والے اس میں نماز نہ پڑھیں۔ (۲) وہ عالم جو عوام میں موجود ہو لیکن لوگ اس کے علم سے فائدہ حاصل نہ کریں (۳) وہ قرآن مجید کہ جو گھر میں ہو اس پر گرد پڑتی رہے اور اسکے پڑھنے والا کوئی نہ ہو
- جو چیز بری ہے اسے یا تو درست ہو جانا چاہیئے یا پھر مٹ جانا چاہیئے تیسری بات کیا ہو سکتی ہے (امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ)
- آزادی کی حفاظت نہ کرنے والا غلامی میں گرفتار ہو جاتا ہے (حضرت علیؓ)
- دیدہ و دانستہ غلطی قابل معافی نہیں (حضرت علیؓ) • توبہ کرنا آسان لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے (امام جعفر صادقؒ)
- بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بدرجہا بہتر ہے۔ (حضرت ابوبکر صدیقؓ)
- داعی کا اصل کام حق بات پہنچانا ہے منوانا نہیں دوسروں کا نہ ماننا داعی کی ناکامی نہیں۔ بلکہ نہ ماننے والوں کی بدنصیبی ہے۔ (دینیات کراچی)
- بدترین شخص وہ ہے جو بخشش کی امید پر گناہ کرے اور زندگی کی امید پر توبہ کو ملتوی رکھے۔ (حضرت شفیق بلخیؒ)
- یہ ہوتا آیا ہے کہ لوگ خیر خواہوں کو بدخواہ سمجھتے ہیں۔ (حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ)
- میرے نزدیک گناہ، دشمن کی سازشوں سے زیادہ خطرناک ہیں (" ")
- کسی انسان کی عداوت سے اتنا نہ ڈرو جتنا ڈر تمہیں اپنے گناہوں سے ہو۔ (" ")

— اسی طرح کسی کو نقصان پہنچانے کے لیے اور محض قیمت بڑھانے کی خاطر بولی نہ دو۔ یہ دھوکہ ہے حقیقتاً خریدار نہیں مگر ظاہر کرتا ہے کہ خریدار ہے۔

ایک دوسرے سے بغض اور کینہ نہ رکھو۔ مسلمان کا دل تو آئینہ کی طرح صاف اور شفاف ہونا چاہیے۔ اور باہم منہ بھی نہ موڑو۔ نفرت اور عداوت کی حالت میں جونہی آمنا سامنا ہوا، جانبین سے منہ موڑ لیے جاتے ہیں یہ ناراضگی اور عداوت کی علامت ہے۔ حدیث کے آخری جملے میں تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی چارے کا حکم دیا گیا ہے۔ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ۔ اگر اس حدیث پر عمل ہو تو دنیا جنت کا نمونہ بن جائے۔

امانت دار تاجر

اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ الْمُسْلِمُ مَعَ الشُّهَدَآءِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔

(المستدرک للحاکم عن ابن عمرؓ)

تاجر۔ امانت دار سچا مسلمان، ساتھ شہداء کے ہوگا۔ دن قیامت کے۔

امین سچا مسلمان تاجر قیامت کے دن شہداء کے ساتھ ہوگا۔ جو تاجر کاروبار میں نہایت دیانتدار اور صداقت شعار ہوتے ہیں یہ اجر ان کے لیے ہے اَلْمُسْلِمُ کی شرط نہایت اہمیت رکھتی ہے کتنی ہی دیانت داری ہو اور خواہ کتنی ہی سچائی ہو۔ جب اسلام نہیں تو سب صلاحیتیں بیکار ہیں۔ کافروں کے نیک اعمال کا آخرت میں کوئی اجر نہیں ہے۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ——— تجارت سے رزق حلال نصیب ہوتا ہے۔ تجارت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے عموماً تاجروں کی کمائی میں برکت ہوتی ہے متعین اور محدود آمدن نہیں ہوتی اور پھر آخرت میں شہداء ——— (جو کہ بہت بلند مراتب رکھتے ہیں) کی رفاقت نصیب ہوگی۔

اور اگر خدانخواستہ دیانت داری اور سچائی تجارت میں نہ ہو۔ تو وبال ہے دنیا میں حق تعالیٰ برکات اٹھا لیتے ہیں۔ امن و سکون چھین لیتے ہیں اور جھوٹ، بددیانتی ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹ سے جو انسانوں کو نقصان پہنچتا ہے اس کا بوجھ بھی ان تاجروں ہی پر پڑے گا۔ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ۔ بالفرض اگر دنیا میں چند دن عیش و آرام کے مزے لے بھی لیے انجام کار ہلاکت، تباہی اور بربادی ہے۔

دو مختصر، پیارے اور وزنی کلمات

کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔

دو کلمے (ایسے ہیں جو) ہلکے ہیں زبان پر بھاری ہیں ترازو میں محبوب ہیں رحمٰن کو سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم (متفق علیہ عن ابی ہریرہؓ)

دو کلمے جو زبان پر نہایت آسان ہیں۔ مختصر ہیں قیامت کے دن ترازو میں بھاری ہوں گے۔ یہ کلمات اللہ کو بہت پیارے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ۔

میزان میں بھاری ہیں۔ قیامت کے دن ایک ترازو رکھا جائے گا جس میں اعمال انسانی کا وزن ہوگا۔ اگر اعمال خیر کا پلڑا بھاری ہوا تو کامیابی ورنہ ناکامی ہے ہمارے اعمال کا وزن کیسے ہوگا؟ ہمارے اعمال اس وقت کہاں ہوں گے؟ یہ وسوسے انسانی ذہن میں آسکتے ہیں اور خصوصاً مادہ پرست یہ خیالات دل میں لاسکتا ہے لیکن معمولی سوچ و بچار سے کام لیا جائے تو بات واضح ہو جائے گی۔ کہ جب حرارت و برودت کا تھرمامیٹر کے ذریعے اندازہ ہو سکتا ہے، ٹیلیفون کے ذریعے باتیں کس طرح دور دراز تک پہنچائی جاتی ہیں۔ ٹیپ ریکارڈ میں الفاظ کیسے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

انسان جو حقیر پانی کے قطرے سے پیدا ہوا اگر ایسی ایجادات پر قادر ہے تو احکم الحاکمین، زمین و آسمان بلکہ پوری کائنات کا خالق اس بات پر قادر نہیں کہ اپنے بندوں کے اعمال کو محفوظ کر لے اور قیامت کے دن ترازو قائم کر کے ان کا وزن ظاہر فرمادے۔

پس عقائد و اعمال کا وزن ہوگا۔ کامیاب ہیں وہ انسان جن کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔ حدیث شریف میں وہ مقدس کلمات بیان فرمائے گئے ہیں۔ جو آسان ہیں اللہ کو بہت پیارے ہیں اور میزان میں بھاری ثابت ہوں گے۔ سبحان اللہ وبحمدہ، سبحان اللہ العظیم۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

دین کی بدنامی اور رسوائی کا سامان فراہم کرنے کا باعث بنے گی اور اللہ تعالیٰ اس اجتماعی جرم کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔ دوسری قومیں اپنے لیے جو آئین و دستور اور قوانین بناتی ہیں ان کا احترام بھی کرتی ہیں۔ قول و عمل اور عقیدہ و کردار کی یکسانیت اور ہم آہنگی ہی ان کی کامیابی کی بنیاد ہے اور ہماری ناکامی کی بنیاد ہی قول و عمل کا تضاد ہے۔

ایک پائلٹ جو چین میں رہ کر آیا ہے اس نے بتایا کہ جب میں واپس آنے لگا تو چینیوں نے مجھے اپنے سربراہ ماؤزے تنگ کی لال کتاب پیش کی۔ میں نے کہا اسے میں کیا کروں گا۔ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو سب کتابوں سے بہتر ہے میں تو اسے ہی پڑھوں گا۔ لال کتاب میں میرے لیے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اس پر چینیوں نے کہا ہمیں کامیابی اور ترقی کا راستہ لال کتاب بتاتی ہے۔ ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔ اس کتاب کو لے کر پورے چین میں گھوم جاؤ آپ کو ہر جگہ وہی نظر آئے گا جو اس کتاب میں ہے اور جو آپ دیکھیں گے وہی اس کتاب میں لکھا ہوا ہوگا۔ آپ کی کتاب اگر لال کتاب سے بہتر اور اچھی ہے تو اس پر عمل کر کے آپ ترقی کیوں نہیں کرتے؟ اس سوال کا جواب ہمارے پاکستانی پائلٹ کے پاس کوئی نہیں تھا۔ کیونکہ مسلمانوں نے اپنے دین پر عمل کر کے نہ تو سرفرازی و کامیابی حاصل کی اور دنیا کے سامنے اسلام کی حقانیت و صداقت ثابت کرنے کا نہ ان میں فکر و شوق رہا۔

اگر اللہ تعالیٰ کے احکام اور ارشادات نبویؐ پر اپنے دعوئے ایمان کے مطابق عمل کیا جاتا تو ذلت و رسوائی کے یہ دن قطعاً نہ آتے اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ اور وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا کے تقاضے پورے کیے جاتے تو آج بیت المقدس یہود کے زیر تسلط نہ ہوتا ہمارے نوے ہزار سے زائد بھائی ہنود کے زیر ستم نہ ہوتے ستر کروڑ مسلمانوں کے لیے ایک نظام حیات کا پابند اور متحد ہونا ان کی پریشانیوں کا یقیناً مداوا بن سکتا تھا۔

انتقال پُرملال

حلقۂ احباب میں یہ خبر انتہائی رنج و غم سے سنی جائے گی کہ امسال حضرت مدظلہ کے سفر حج کے ساتھی میاں رحمت صاحب گوجرانوالہ کی والدہ محترمہ گزشتہ دنوں قضاء الٰہی سے رحلت فرما گئیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ نہایت پاکیزہ سیرت عابدہ زاہدہ اور پابند صوم و صلوٰۃ خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی نے پڑھائی نماز جنازہ میں گوجرانوالہ اور لاہور کے مذہبی سماجی کارکنوں حضرت کے عقیدتمندوں نے بھاری تعداد میں شرکت کی۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔

بقیہ: المطبوعات

ناشر: محمد نصیر ہمایوں، ۹۵ ریلوے روڈ، لاہور

قیمت :- پانچ روپے

پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کا اجلاس جاری ہے اور ملک کے آئین کا مسئلہ زیر بحث ہے۔ آئین کی فنی تعریف، دور جدید میں آئین کا دائرہ کار، مختلف آئینوں کے اصولوں کا تجزیہ، اسلامی اصول ریاست کی امتیازی خصوصیات اور اس موضوع کے دیگر اہم عنوانات سے متعلق یہ ایک چھوٹے سائز کی معلوماتی کتاب ہے۔

قومی اسمبلی کے تمام اراکین اور آئندہ دستور سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے مطالعے کے لیے مفید ہے۔

المطبوعات

تعارف وتبصرہ کے لیے
مطبوعات کی دو جلدیں
دفتر میں ارسال کرنا ضروری ہے
(ادارہ)

• اسلام ہمارا دین

تصنیف :- مولانا کوثر نیازی
ناشر :- فیروز سنز لمیٹڈ، لاہور، راولپنڈی، پشاور، کراچی
قیمت :- تیرہ روپے پچاس پیسے،

مولانا کوثر نیازی نے مختصر عرصہ میں علمی، ادبی اور سیاسی اعتبار سے جو عظمت، عزت اور شہرت حاصل کی ہے محتاج ذکر نہیں ——— نیازی صاحب کی سیاسی، صحافتی اور خطابتی معرکہ آرائیوں کے جہاں تذکرے ہیں وہاں ان کے بلند پایہ علمی و تحقیقی کارناموں کا ذکر بھی موجود ہے۔

ملک کے نامور اشاعتی ادارے فیروز سنز نے نہایت ہی سلیقہ اور دیدہ زیب صورت میں مولانا کوثر نیازی کی فکری و نظری کاوشوں اور عرق ریزیوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔

فاضل مصنف نے "اسلام ہمارا دین" کے عنوان سے ساڑھے تین سو سے زاید صفحات اور سات ابواب پر مشتمل اسلام کے اساسی معتقدات کو عام فہم اور سلیس زبان میں پیش کیا ہے ——— دین اسلام کی پہلی اساس خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے جس میں آپ کے عظیم الشان انقلابی کارناموں، آپؐ کے اخلاق حسنہ، حقوق انسانی کے عالمی منشور، حضورؐ کی عسکری قیادت واقعہ معراج اور عظمت انسانی اور "تجھی پر ختم ہے روح الامین کی نامہ بری" وغیرہ عنوانات کے ساتھ سیرت طیبہ کے اعجازی پہلو پیش کیے گئے ہیں۔

"اسلام ہمارا دین" کی دوسری اساس قرآن حکیم ہے جس میں قرآن کریم کی معجزانہ حیثیت واضح کی گئی ہے۔ تیسری اساس اسلام دین امن و سلامتی ہے۔ چوتھی اساس روزہ، پانچویں اسلامی معاشرہ، چھٹی اسلام اور عوامی زندگی، اور ساتویں اساس اسلام کی چند مثالی شخصیتوں کے باعظمت تذکرے اور ان کے عظیم ملی کارناموں پر مشتمل ہے۔

فاضل مصنف مولانا کوثر نیازی نے کتاب کے ابتدائیہ میں اسلام سے قبل کے احوال و واقعات اور اس دور کی معاشی، تہذیبی اور سیاسی صورت بے نقاب کرتے ہوئے لکھا ہے ——— اسلام جب تک نہیں آیا تھا یہ دنیا جبر و تشدد کی جولانگاہ بنی ہوئی تھی۔ یہاں ساسانی، یہاں یونانی، یہاں رومی، یہاں فرعون، ہامان، شداد و نمرود، انسانی کھیتوں کو پامال کرنے کا کھیل ہزاروں سینکڑوں سالوں سے کچھ اس طرح کھیلتے چلے آئے تھے، جیسے یہ کھیت انسانوں کے نہیں حقیر چیونٹیوں اور کیڑے مکوڑوں کے کھیت تھے۔

اس دنیا میں پہلے پہل جو عالمی تہذیبیں ابھری تھیں وہ ساری کی ساری خون آشام تہذیبیں تھیں وہ صرف وسعت سلطنت کی قائل تھیں وہ جب ایک شہر سے دوسرے شہر کی سمت رواں ہوتیں، تو اپنے پیچھے جو شہر چھوڑ جاتیں وہ آگ کی نذر ہو چکا ہوتا اس کے مرد سارے کے سارے تلوار کے گھاٹ اتر چکے ہوتے، عورتیں اور بچے فاتح کارواں کے ساتھ بندھے اس طرح رینگ رہے ہوتے جیسے کہ یہ جاندار نہیں تھے بے جان سامان تھا۔

اس کے بعد فاضل مصنف نے تاریخی پس منظر کے ساتھ قوموں کے عروج و زوال کا ایک سبق آموز خاکہ پیش کیا ہے۔ انداز تحریر شگفتہ اور سلیس ہے یہ تحقیقی اور علمی کاوش اس لائق ہے کہ اسے مختلف مدارس اسلامیہ اور سکولوں کالجوں کے نصاب میں شامل کیا جائے۔

• بنیادی حقیقتیں،

تصنیف :- مولانا کوثر نیازی۔
ناشر :- فیروز سنز لمیٹڈ۔ لاہور، راولپنڈی، پشاور، کراچی۔
قیمت :- چھ روپے پچاس پیسے

اسلام کے اساسی معتقدات توحید، رسالت اور آخرت کے موضوع پر مولانا کوثر نیازی کی یہ علمی و تحقیقی پیشکش فکر و نظر کے نئے انداز، فہم و ادراک کے جدید طرز اور تحریر و نگارش کے نئے اسلوب کا ایک حسین مرقع ہے۔

فاضل مصنف نے توحید کے عقلی دلائل اور ثبوت پیش کرنے کے لیے ایک خدا، ایک انسان اور ایک نظام کے زیر عنوان وحدت اللہ اور وحدت آدم کا انقلاب انگیز فلسفہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے

آج نسلی نخوتوں اور وطنی و لسانی جھگڑوں کو مٹانے کے لیے مغرب کے مفکرین "عالمی حکومت" کا تصور پیش کر رہے ہیں لیکن یہ خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک دنیا وحدت اللہ اور وحدت آدم کے انقلاب انگیز نظریہ کی قائل نہ ہو جائے۔

یہ توحید ہی ہے جو دنیا کے لیے اجتماعیت کے صحیح خطوط فراہم کرتی ہے اور جس پر ایمان لانے والا ہر شخص اپنے آپ کو ایک عالمگیر برادری کا رکن تصور کرتا ہے (صلا)

اس میں وحدت آدم کی اصطلاح کی جگہ اگر وحدت انسانی کی اصطلاح استعمال ہو تو زیادہ موزوں ہے۔ توحید کے بعد رسالت کا باب ہے اس کے فصل ۱۹ پر ختم نبوت کے زیر عنوان جو کچھ لکھا گیا ہے وہ خصوصیت کے ساتھ مطالعہ کے لائق ہے اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا موضوع اس وقت تک تشنہ ہے جب تک یہ واضح نہ ہو سکے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا، یہ وہ اساس ہے جس نے نسل، رنگ اور وطن کے امتیازات کو ختم کرکے خدا اور رسولؐ پر ایمان لانے والوں کو بھائی بھائی بنا دیا ہے یہ عقیدہ اس امر کا اعلان ہے کہ خدا کی طرف سے انسانیت کو جو رہنمائی اور ہدایت ملنی تھی وہ مل چکی۔ جن عقاید و اعمال سے کفر لازم آتا ہے وہ بتائے جا چکے ہیں اور جن خصوصیات سے اہل ایمان کی پہچان ہوتی ہے ان کی وضاحت اور صراحت کر دی گئی آپؐ کی تعلیمات کے علاوہ اب کسی نئی تعلیم پر ایمان لانا ضروری ہے اور نہ کسی فرد کے ماننے یا نہ ماننے پر کفر اور اسلام کا دار و مدار ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش ہے وہ دراصل ہمارے ملی استحکام پر ضرب کاری لگاتا ہے۔ ہماری صفوں میں پراگندگی اور انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے اور اس اساس کو ختم کرنے کے درپے ہے جس پر اسلام کا عالمگیر نظریۂ اخوت مبنی ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی یہی وہ اہمیت ہے جس کے پیش نظر ہمارے دین میں اسے اتنا اونچا مقام دیا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی حضورؐ پر ایمان لائے لیکن آپ کے آخری نبی ہونے کا قائل نہ ہو تو اسلامی معاشرے میں اور خدا کے حضور دونوں جگہ اس کے ایمان اور اسلام کو لائق اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ صلاا، صلاا

عقیدۂ ختم نبوت کی بابت مولانا کوثر نیازی کے ان واضح عقائد و نظریات کے بعد بھی اگر کوئی شخص انہیں منکرین ختم نبوت کی صف میں کھڑا کرنے کی جسارت کرتا ہے تو اس سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے ———؟

کسی شخص سے ذاتی دشمنی اور سیاسی انتقام کا یہ طریق کار سخت گھناؤنا اور یہ نہایت گھٹیا پن ہے کہ اس کے عقائد و نظریات کے صاف و شفاف چہرے کے سامنے الحاد و باطل کے سیاہ پردے آویزاں کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ لوگ اس کے نظری و فکری حسن و جمال سے متاثر نہ ہوں ———!

بہر نوع اس کتاب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت ہونی چاہیئے اور فاضل مصنف کو اگر اپنی گوناگوں مصروفیات سے فراغت مل سکے تو اس کا انگریزی ترجمہ شائع کرنے کا ضرور اہتمام کرنا چاہیئے۔

• حقیقی اسلامی آئین — (ایک تنقیدی جائزہ)

ترتیب و تالیف :- شوکت بن صادق۔ بی اے ایل ایل بی

(باقی صفحہ ... پر)

نعت الرسولؐ

: رئیس الشاکری :

اے خاکِ مدینہ تری حرمت کے تصدق | اکرام سے بھرپور فضیلت کے تصدق
آرام گہِ سرورِ کونین ہے تجھ پر ! | اے ارضِ مدینہ تری قسمت کے تصدق
پھولوں کا تو کیا ذکر کہ کانٹوں میں ہے نکہت | پوشیدہ ہر اک شے میں لطافت کے تصدق
الطاف کی بارش ہوئی دُنیا ہوئی سیراب | اے مخزنِ رحمت تری رحمت کے تصدق
ظلمت کدۂ دہر ہوا نور بداماں ! | مہتابِ رسالتؐ کی عنایت کے تصدق
جو خون کے پیاسے تھے انھیں دی ہیں دعائیں | اللہ رے اس شانِ مروت کے تصدق
محشر میں سنا ہے یہی کام آئیں گے لے دوست | میں اپنے ہر اک اشکِ ندامت کے تصدق
صدیقؓ ہوں، فاروقؓ ہوں، عثمانؓ ہوں، علیؓ ہوں | سب ہیں ترے اعجازِ رسالتؐ کے تصدق
ہر سجدہ میں جھکتے ہی جھکیں دیدہ و دل بھی | اللہ رے اُس حسنِ عبادت کے تصدق

ہر حال میں اُمت کا خیال اُن کو رہا ہے
سو بار رئیسؔ ایسی محبت کے تصدق

بقیہ : آئین ساز اسمبلی میں

شامل ہیں اس لیے یہ کہنا قطعاً بے معنی ہے کہ مسلمانوں نے ہندوؤں کے استحصال سے نجات حاصل کرنے کے لیے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا ۔ اگر ایسا ہوتا تو صرف دولت مند غیر مسلم ان علاقوں سے ترکِ وطن کرتے اور تمام غریب مسلمان ہندوستان سے ہجرت یہاں آجاتے لیکن یہ نہیں ہوا ۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان صرف اسلامی نظریہ پر قائم ہوا تھا ۔

پیرزادہ کا جواب

وزیرِ قانون مسٹر پیرزادہ نے بحث کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے مسلمان ان لوگوں سے کچھ گھٹیا مسلمان نہیں ہیں جو حزبِ اختلاف کے بنچوں پر بیٹھے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ آئینی کمیٹی کے اجلاسوں میں اسلامی دفعات پر تفصیلی بحث ہوئی تھی اور مفتی محمود ان اجلاسوں میں شریک ہوتے تھے اور ان میں اس بات پر اتفاق کیا گیا تھا کہ تمام قوانین کو یکلخت تبدیل نہیں کیا جا سکتا ۔ ان اجلاسوں میں مناسب وقت کے اندر تمام قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق بنانے کا فیصلہ کیا گیا تھا ۔ یہ مقصد حاصل کرنے کے لیے اسلامی نظریہ کی کونسل بنائی جائے گی جس سے کہا جائے گا کہ وہ سات سال کے اندر رپورٹ پیش کرے ۔ کونسل کو سالانہ رپورٹیں بھی پیش کرنی ہوں گی آئین میں خصوصی طور پر یہ کہا گیا ہے کہ آئندہ قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا ۔

صاحبزادہ سیف اللہ (جمعیۃ علماء اسلام دیر) نے جو ترمیم پیش کرنے میں شریک تھے اپنی تقریر میں کہا ۔ کہ ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں میری پارٹی نے جن اندیشوں کا اظہار کیا تھا وہ صحیح نکلے ۔ ہمارا اندیشہ یہ تھا کہ آنے والے حکمران اسلام کے بارے میں نہ سنجیدہ ہوں گے اور نہ وہ اسلام کے تصور میں یقین رکھتے ہیں ۔ اگر حزبِ اختلاف کی پیش کردہ تمام ترمیمات کو اکثریتی پارٹی کی طرف سے مسترد کیا جاتا ہے تو حزبِ اختلاف کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ ایوان سے باہر رہے اور پیپلز پارٹی کو اپنی پسند کا آئین بنانے دے ۔ اس کے بعد ترمیم پر ووٹ لیے گئے اور وہ مسترد ہو گئی ۔ اس کے حق میں صرف ۱۹ ووٹ آئے ۔ چونکہ شق ۲ میں کوئی اور ترمیم نہ تھی ۔ لہٰذا اس پر ووٹ لیے گئے اور وہ ۸۰ ووٹوں سے منظور ہو گئی ۔ حزبِ اختلاف کے صرف چار ممبر شق ۲ کی مخالفت میں اپنی نشستوں سے کھڑے ہوئے ۔ اس کے بعد اسپیکر نے ایوان کا اجلاس پیر کی شام ساڑھے چار بجے تک ملتوی کر دیا ۔

مولانا عبدالواحد کی علالت

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا عبدالواحد مدظلہ کئی روز سے علیل ہیں اور میو ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں ۔ تمام قارئین سے التماس ہے کہ مولانا کی صحت کے لیے دعا فرمائیں ۔ (ادارہ)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا